25/1/78

839

قال اللہ تعالیٰ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

مسدس حالی

مسمّیٰ بہ

مدوجزر اسلام

جسکو خاکسار الطاف حسین انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص حالی نے
مسلمانون کی ترقی اور تنزل کے بیان مین لکھا

سنہ ۱۲۹۶ھ

مطبع مجتبائی دہلی مین باہتمام محمد ممتاز علی مالک مطبع کے
منطبع ہوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قال اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جبتک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

مسدس حالی

مسمّے بہ

مدّ و جزرِ اسلام

جسکو خاکسار الطاف حسین انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص بہ حالی نے
مسلمانون کی ترقی اور تنزل کے بیان مین لکھا

سنہ ۱۲۹۶ھ

مطبع مجتبائی دہلی مین باہتمام محمد ممتاز علی مالک مطبع کے
منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

بلبل کی چمن مین ہمزبانی چھوڑی — بزم شعرا مین شعر خوانی چھوڑی
جب سے دلِ زندہ تونے ہمکو چھوڑا — ہمنے بھی تری رام کہانی چھوڑی

بچپن کا زمانہ جوکہ حقیقت مین دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسی دلچسپ اور پر فضا میدان مین گذرا جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا ۔ نہ وہان ریت کے ٹیلے تھے ۔ نہ خاردار جھاڑیان تھین ۔ نہ آندھیون کے طوفان تھے ۔ نہ بادسموم کی لپٹ تھی ❀ جب اس میدان سے کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سے بھی زیادہ دلفریب ۔ نظر آیا جسکے دیکھتے ہی ہزارون ولولے اور لاکھون امنگین خودبخود دل مین پیدا ہوگئین ۔ مگر یہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تھا اوسیقدر وحشت خیز تھا ۔ اسکی سرسبز جھاڑیون مین ہولناک درندے چھپے ہوئے تھے ۔ اور اسکے خوشنما پودون پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے ۔ جونہین اسکی حد مین قدم رکھا ہر گوشہ سے شیر و پلنگ

اور مارے گرد م نکل آئے ۞ باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا کے مکروہات سے دم لینے کی فرصت نہ ملی ۔ نہ خود آرائی کا خیال آیا ۔ نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی ۔ نہ وصل کی لذت اوٹھائی ۔ نہ فراق کا مزا چکھا ۞

پنہان تہا دام سخت قریب آشیان کے		اوڑنے نہ پائے تہے کہ گرفتار ہم ہوئے

البتہ شاعری کی بدولت چند روز جھوٹا عاشق بننا پڑا ۔ ایک خیالی معشوق کی چاہ مین برسون دشتِ جنون کی وہ خاک اوڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کر دیا کبھی نالۂ نیم شبی سے رُبع مسکون کو ہلا ڈالا ۔ کبھی چشم دریا بار سے تمام عالم کو ڈبو دیا ۔ آہ و فغان کے شور سے کرّوبیون کے کان بہرے ہوگئے شکایتون کی بوچھاڑ سے زمانہ چیخ اوٹھا ۔ طعنون کی بھرمار سے آسمان چھلنی ہوگیا ۔ جب رشک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا یہانتک کہ آپ اپنے سے بدگمان ہوگئے ۔ جب شوق کا دریا اومڈا تو کششِ دل سے جذبِ مقناطیسی اور قوت کہربائی کا کام لیا ۔ بارہا تیغِ ابرو سے شہید ہوئے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اوٹھے ۔ گویا زندگی ایک پیراہن تہا کہ جب چاہا اوتار دیا جب چاہا پہن لیا ۔ میدانِ قیامت مین اکثر گذر ہوا ۔ بہشت و دوزخ کی اکثر سیر کی ۔

بادہ نوشی پر آئے تو خُم کے خُم لُنڈھا دیئے اور پھر بھی سیر نہوئے۔ کبھی
خانۂ خمار کی چوکھٹ پر جبہہ سائی کی۔ کبھی میفروش کے در پر گدائی
کی۔ کفر سے مانوس رہے۔ ایمان سے بیزار رہے۔ پیر مغان کے
ہاتھ پر بیعت کی۔ برہمنون کے چیلے بنے۔ بت پوجے۔ زُنّار
باندہا۔ قشقہ لگایا۔ زاہدون پر پھبتیان کہین۔ واعظون کا
خاکا اوڑایا۔ دیر اور بتخانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ اور مسجد کی توہین کی
خدا سے شوخیان کین۔ نبیون کی گستاخیان کین۔ اعجاز مسیحی کو
ایک کہیل جانا۔ حسن یوسفی کو ایک تماشا سمجہا ❀ غزل کہی تو پاک
شہدون کی بولیان بولین۔ قصیدہ لکہا تو بہاٹ اور بادخوانون
کے مونہ پہیر دیئے۔ ہر مشتِ خاک مین اکسیر اعظم کے خواص بتلائے۔ ہر چوب
خشک مین عصائے موسوی کے کرشمے دکہائے۔ ہر نمرود وقت کو ابراہیم خلیل سے
جا ملایا۔ ہر فرعونِ بے سامان کو قادر مطلق سے جا بھڑایا۔ جسکے مدّاح
بنے اوسے ایسا بانس پر چڑہایا کہ خود ممدوح کو اپنی تعریف مین کچھ مزا نہ آیا۔
غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہین سفیدی باقی نہ چھوڑی ❀

چو پرسش گنہم روز حشر خواہد بود		تمسکات گناہان خلق پارہ کنند

بیس برس کی عمر سو چالیسویں سال تک تیلی کی بیل کیطرح اوسی ایک چکر مین
پہرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے ۔ جب آنکہین کہلین
تو معلوم ہوا کہ جہان سے چلے تہے ابتک وہین ہین ❁

دران دیار کہ زادی ہنوز انجائی		شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی

نگاہ اوٹہا کر دیکہا تو داہین بائین آگی پیچہے ایک میدان وسیع نظر آیا جسمین
بیشمار راہین چارون طرف کہلی ہوئی تہین ۔ اور خیال کی لئے کہین
عرصہ تنگ تہا ۔ جی مین آیا کہ قدم آگے بڑہائین ۔ اور اس میدان
کی سیر کرین ۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے
ہون اور جنکی دوڑ گز دو گز زمین مین محدود رہی ہو اون سے اس وسیع
میدان مین کام لینا آسان نہ تہا ۔ اسکے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمی
گردش مین ہاتہ پانو چور ہو گئے تہے ۔ اور طاقت رفتار جواب دے چکی تہی
لیکن پانو مین چکر تہا اسلئے نچلا بیٹہنا بہی دشوار تہا ❁ چند روز اسی تردد
مین یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے پڑتا تہا دوسرا پیچہے ہٹتا تہا ۔ ناگاہ دیکہا
کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گذار رستے مین
رہ نورد ہے ۔ بہت سے لوگ جو اوسکے ساتہ چلے تہے تہک کر پیچہے

رہ گئے ہین ۔ بہت سی ابہی اوسکے ساتہ افتان وخیزان چلے جاتے
ہین ۔ مگر ہونٹون پر پپڑیان جمی ہین ۔ پیرون مین چہالے پڑے
ہین ۔ دم چڑہ رہا ہے ۔ چہرہ پر ہوائیان اوڑ رہی ہین لیکن
وہ اولوالعزم آدمی جو ان سبکا رہنما ہے اسیطرح تازہ دم ہے ۔ نہ او
رستی کی تکان ہی ۔ نہ ساتہیون کی چہوٹ جانیکی پرواہی ۔ نہ منزل کی
دوری سے کچہ ہراس ہی ۔ اوسکی چتونون مین غضب جادو بہرا ہی کہ جسکی
طرف آنکہہ اوٹہا کر دیکہتا ہی وہ آنکہین بند کرکے اوسکے ساتہ ہولیتا ہے ۔ اوسکی
ایک نگاہ ادہر بہی پڑی اور اپنا کام کرگئی ۔ بیس برسکے تہکے ہارے خستہ
وکوفتہ اوسی دشوار گزار رستی پر پڑلئے ۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہان جاتے
ہین ۔ نہ یہ معلوم ہی کہ کیون جاتے ہین ۔ نہ طلب صادق ہے ۔
نہ قدم راسخ ہے ۔ نہ عزم ہی ۔ نہ استقلال ہی ۔ نہ صدق ہے ۔ نہ خلوص
ہے ۔ مگر ایک زبردست ہاتہ ہے کہ کہینچے لئے چلا جاتا ہے ۔

آن دل کہ رم نمودی از خوبروجوانان ۔ دیرینہ سال پیری بردش بیک نگاہے

زمانہ کا نیا ٹہاٹہہ دیکہکر پرانی شاعری سے جی سیر ہوگیا تہا ۔ اور جہوٹے
ڈہکوسلے باندہنے سے شرم آنے لگی تہی ۔ نہ یارون کے اوبہارون سے

دل بڑھتا تھا ۔ نہ ساتھیون کی ریس سے کچھ جوش آتا تھا ۔ مگر یہ ایک ایسے ناسور کا مونہ بند کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کئے بغیر نہین رہ سکتا اسلئے بخارات درونی جنکے رُکنے سے دم گھٹا جاتا تھا دل و دماغ مین تلاطم کر رہے تھے اور کوئی رخنہ ڈھونڈتے تھے ۔ قوم کے ایک سچے خیرخواہ نے جو اپنی قوم کے سوا تمام ملک مین اسی نام سے پکارا جاتا ہے اور جسطرح خود اپنے پر زور ہاتھ اور قوی بازو سے بھائیون کی خدمت کر رہا ہے اسیطرح ہر ایک ہیچ اور نکمے کو اسی کام مین لگانا چاہتا ہے) اگر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ ما حیوان ناطق ہونے کا دعوے کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچھ کام لینا بڑی شرم کی بات ہے ۔

گر چو انسان لب بجنبان در سخن	ور جمادی لاف انسانی مزن

قوم کی حالت تباہ ہے ۔ عزیز ذلیل ہو گئے ہین ۔ شریف خاک مین ملگئے ہین علم کا خاتمہ ہو چکا ہے ۔ دین کا صرف نام باقی ہے ۔ افلاس کی گھر گھر پکار ہے ۔ پیٹ کی چارون طرف دوہائی ہے ۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہین اور بگڑتے جاتے ہین ۔ تعصب کی گھنگھور گھٹا تمام قوم پر چھائی ہوئی ہے ۔ رسم و رواج کی بیڑی ایک ایک کے پانوین پڑی ہے ۔ جہالت اور تقلید سب کی

گردن پر سوار ہے ۔ اُمرا جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہین غافل اور بے پروا
ہین ۔ علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہے زمانہ کی ضرورتون اور
مصلحتون سے محض ناواقف ہین ۔ ایسے مین جس سے جو کچھ بن آئے سو بہتر ہے ۔ ورنہ ہم سب لوگ
ایک ہی ناؤ مین سوار ہین ۔ اور ساری ناؤ کی سلامتی مین ہماری سلامتی ہے ۔ ہرچند
بہت کچھ لکھ چکے ہین اور لکھ رہے ہین ۔ مگر نظم جو کہ انسان کو بالطبع مرغوب ہے اور خاص کر
عرب کا ترکہ اور مسلمانون کا موروثی حصہ ہے قوم کے بیدار کرنے کیلئے اب تک کسی نے نہین لکھی
اگرچہ ظاہر ہے کہ اور تدبیرون سے کیا ہوا جو اس تدبیر سے ہوگا ۔ مگر ایسی تنگ
حالتون مین انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گذرتے رہتے
ہین ۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہین کرسکتے ۔ دوسرے یہ کہ ہمکو کچھہ کرنا
چاہیئے ۔ پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہہ ہوا کہ کچھہ نہ ہوا ۔ اور دوسرے
خیال سے دنیا مین بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوئے ؎

د یقین ست منشین از کشایش ناامید اینجا　　برنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ،،

ہرچند اس حکم کی بجا آوری مشکل تھی اور اس خدمت کا بوجھ

(۱) اور وہ ایسا خدا ہے کہ جب لوگ ناامید ہوجاتے ہین تو وہ مینہہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے [illegible]

اوٹھانا دشوار تھا مگر ناصح کی جادو بھری تقریر جی مین گھر کر گئی ۔ دل ہی سے
نکلی تھی دل ہی مین جا کر ٹھیری ۔ برسون کی بجھی ہوئی طبیعت مین ایک ولولہ
پیدا ہوا اور باسی کڑھی مین ایک اوبال آیا ۔ افسردہ دل اور بوسیدہ دماغ
جو امراض کے متواتر حملون سے کسی کام کے نہ رہے تھے اونہین سے کام لینا
شروع کیا ۔ اور ایک مُسدّس کی بُنیاد ڈالی ۔ دنیا کے مکروہات سے فرصت
بہت کم ملی ۔ اور بیماریون کے ہجوم سے اطمینان کبھی نصیب نہوا ۔ مگر ہر حال مین
یہہ دُھن لگی رہی ۔ بارے الحمد للہ کہ بہت سی دقتون کے بعد ایک ٹوٹی پھوٹی
نظم اس عاجز بندہ کی بساط کے موافق تیار ہو گئی ۔ اور ناصح مشفق سے
شرمندہ ہونا نہ پڑا ۔ صرف ایک امید کے سہارے پر یہہ راہِ دور و دراز
طے کی گئی ہے ۔ ورنہ منزل کا نشان نہ ابتک ملا ہے نہ آیندہ ملنے کی توقع ہے

خبرم نیست کہ منزلگہِ مقصود کجاست   اینقدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

اس مسدس کے آغاز مین پانچ سات بند تمہید کے لکھکر اول عرب کی
اوس ابتر حالت کا خاکا کھینچا ہے جو ظہورِ اسلام سے پہلے تھی اور جسکا
نام اسلام کی زبان مین جاہلیت کہا گیا ۔ پھر کوکب اسلام کا طلوع ہونا
اور نبی اُمّی صلعم کی تعلیم سے اوس ریگستان کا دفعۃً سرسبز و شاداب ہوجانا

اور اوس ابرِ رحمت کا امت کی کہیتی کو رحلت کے وقت ہرا بہرا چہوڑ جانا
اور مسلمانون کا دینی و دنیوی ترقیات مین تمام عالم پر سبقت لیجانا
بیان کیا ہے ۔ اسکے بعد اونکے تنزل کا حال لکہا ہے اور قوم کے
لئے اپنے بے ہنر ہاتہون سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہے جسمین آگروہ اپنے
خط و خال دیکہہ سکتے ہین اور سمجہ سکتے ہین کہ ہم کون تہے اور کیا ہوگئے ۔
اگرچہ اس جانکاہ نظم مین جسکی دشواریان لکہنے والے کا دل اور دماغ ہی خوب جانتا ہے
بیان کا حق نہ مجہسے ادا ہوا ہے نہ ہوسکتا تہا ۔ مگر شکر ہے کہ جسقدر ہوگیا
اتنی ہی امید نہ تہی ۔ ہمارے ملک کے اہل مذاق ظاہرا اس روکہی پہیکی
سیدہی سادی نظم کو پسند نہ کرینگے کیونکہ اسمین یا تاریخی واقعات ہین
یا چند آیتون اور حدیثون کا ترجمہ ہے ۔ یا جو آج کل قوم کی حالت ہے اوسکا
صحیح صحیح نقشہ کہینچا گیا ہے ۔ نہ کہین نازک خیالی ہے ۔ نہ رنگین بیانی ہے
نہ مبالغہ کی چاٹ ہے ۔ نہ تکلف کی چاشنی ہے ۔ غرض کوئی بات
ایسی نہین ہے جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ہون
اور کوئی کرشمہ ایسا نہین ہے کہ لا عین رات (1) ولا اذن سمعت ولا
خطر علے قلب بشر ۔ گویا اہل دہلی و لکہنؤ کی دعوت مین ایک ایسا

---

(1) نہ کسی آنکہہ نے دیکہا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل مین گذرا ۔

دسترخوان چُناگیا ہے جسمین او بالی کھچڑی اور بے مرچ سالن کے سوا کچھہ نہین ۔ مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واسننے کے لئے نہین کی گئی ۔ بلکہ عزیزون اور دوستون کو غیرت اور شرم دلانے کے لئے کی گئی ہے ۔ اگر دیکھین اور پڑہین اور سمجھین تو اونکا احسان ہے ۔ ورنہ کچھہ شکایت نہین

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس   در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

كلمتان غريبتان فاحتملوهما . كلمة حكم من سفيه فاقبلوها . وكلمة سفه من حكيم فاغفروها .

دو باتین بے محل ہین اونہین گوارا کرو دانائی کی بات جو نادان کہے اوسکو قبول کرو اور نادانی کی بات جو دانا کہے اوسے بخشدو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ اوبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اوترنا دیکھے

مسدّس

کسی نے یہ بقراط[1] سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہین کیا کیا
کہا دکھ جہان مین نہین کوئی ایسا
کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھین
کہے جو طبیب اوسکو ہذیان سمجھین

(۱) یہ شخص قدیم دار الخلافۂ شام یعنی شہر حمص مین سکندر سے تقریباً سو برس پہلے گذرا ہے . عربی زبان مین طب کی کوئی کتاب بقراط کی کتابون سے پہلے ترجمہ نہین ہوئی

سبب یا علامت[1] گر اونکو سوجھائین ۔ تو تشخیص مین سو نکالین خطائین
دوا اور پرہیز سے جی چرائین ۔ یونہین رفتہ رفتہ مرض کو بڑہائین
طبیبون سے ہرگز نہ مانوس ہون وہ ۔ یہانتک کہ جینے سے مایوس ہون وہ

یہی حال دنیا مین اوس قوم کا ہے ۔ بہنور مین جہاز آکے جسکا گہرا ہے
کنارا ہے دور اور طوفان بپا ہے ۔ گمان ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہین لیتے کروٹ مگر اہل کشتی ۔ پڑے سوتے ہین بے خبر اہل کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چہا رہی ہے ۔ فلاکت سمان اپنا دکہلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے ۔ چپ و راس سے یہ صدا آ رہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم ۔ ابہی جاگتے تھے ابہی سو گئے تم

پر اوس قوم غافل کی غفلت وہی ہے ۔ تنزل پہ اپنے قناعت وہی ہے
ملے خاک مین پر رعونت وہی ہے ۔ ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہے
نہ افسوس اونہین اپنی ذلت پہ ہے کچھ ۔ نہ رشک اور قومون کی عزت پہ ہے کچھ

بہائم کی اور اونکی حالت ہے یکسان ۔ کہ جس حال مین ہین اوسی مین ہین شادان
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارمان ۔ نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کے خواہان
لیا عقل و دین سے نہ کچھ کام اونہون نے ۔ کیا دین برحق کو بدنام اونہون نے

(۱) طب کی اصطلاح مین سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہو اور علامت وہ جس سے مرض پہچانا جائے

وہ دین جسنے اعدا[1] کو اخوان بنایا
وحوش اور بہائم کو انسان بنایا
درندون کو غمخوار دوران بنایا
گڈریون کو عالم کا سلطان بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھورون کا گلہ
گران کر دیا اوسکا عالم سے پلہ

عرب کچھ نہ تھا اک جزیرہ نما[2] تھا
کہ پیوند ملکون سے جسکا جدا تھا
نہ وہ غیر قومون پہ چڑھ کر گیا تھا
نہ اوسپر کوئی غیر فرمان روا تھا
تمدن[3] کا اوسپر پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا وہان قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور
کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تھے وہان میسر
کنول جس سے کھل جائین دل کے سراسر
نہ سبزہ تھا صحرا مین پیدا نہ پانی
فقط آب باران پہ تھی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان
لوؤن کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان
کھجورون کے جھنڈ اور خار مغیلان
نہ کھیتون مین غلہ نہ جنگل مین کھیتی
عرب اور کل کائنات اوسکی یہ تھی

(۱) جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہوا ہے ”کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا“ یعنی تم دشمن تھے سو خدا نے تمہارے دلون مین الفت پیدا کی اور ہوگئے تم اوسکے فضل سے بھائی بھائی

(۲) جزیرہ نما جغرافیہ کی اصطلاح مین خشکی کا وہ قطعہ ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو

(۳) عربی مین سویلزیشن (تہذیب) کا ترجمہ تمدن کیا گیا ہے چنانچہ عرب یورپ کی سلطنتون کو دول متمدنہ کہتے ہین

نہ وہان مصر کی روشنی جلوہ گر تہی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تہی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تہی
خدا کی زمین بن جتی سر بسر تہی
پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تہا سبکا
تلے آسمان کے بسیرا تہا سبکا

کہین آگ پجتی تہی وہان بے محابا
کہین تہا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تہے تثلیث پر دل سے شیدا
بتون کا عمل سو بسو جا بجا تہا
کرشمون کا راہب کے تہا صید کوئی
طلسمون مین کاہن کے تہا قید کوئی

وہ دنیا مین گہر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تہا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تہا جسکو تاکا
کہ اس گہر سے ابلیگا چشمہ ہدے کا
وہ اک بت پرستونکا تیرتہ بنا تہا
جہان تین سو ساٹہ بت پج رہا تہا

(۱) مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بہی مصر ہی کے پرتوے سے روشن ہوا تہا

(۲) صابئین کا فرقہ ستارونکو بہی پوجتا تہا اور آگ کی بہی تعظیم کرتا تہا ۔ عیسائی تثلیث کے قائل تہے ۔ عیسائی درویش جو پہاڑون اور جنگلون مین رہتے تہے اور دنیا کی لذتین ترک کر دیتے تہے وہ راہب کہلاتے تہے ۔ جو لوگ علم غیب کا دعوے کرتے تہے اور زمانہ آیندہ کی خبرین دیکر لوگونکو فریفتہ کرتے تہے وہ کاہن کہلاتے تہے یہ سب فرقے جزیرہ نماے عرب مین جمع تہے ۔

(۳) اس گہر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بناے حضرت سلیمان ع یعنی بیت المقدس سے نوسو چانوین برس پہلے اور حضرت عیسے ع کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تہا

قبیلہ قبیلہ کا بت ایک جدا تہا — کسی کا ہبل(۱) تہا کسی کا صفا تہا
یہ عزیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تہا — اسیطرح گہر گہر نیا ایک خدا تہا

نہان ابر ظلمت مین تہا مہر انور — اندہیرا تہا فاران(۲) کی چوٹیون پر

چلن اونکے جتنے تہے سب وحشیانہ — ہر ایک لوٹ اور مار مین تہا یگانہ
فسادون مین کٹتا تہا اونکا زمانہ — نہ تہا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تہے قتل و غارت مین چالاک ایسے — درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تہے ہرگز جو اڑ بیٹہتے تہے — سلجہتے نہ تہے جب جہگڑ بیٹہتے تہے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹہتے تہے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹہتے تہے

بلند ایک ہوتا تہا گر وہان شرارا — تو اوس سے بہڑک اوٹہتا تہا ملک سارا

(۱) ہُبل - صفا - عزّیٰ - نائلہ - چارون بتون کے نام ہین ۔ انکے سوا لات اور منات اور اساف وغیرہ اور بہت سے بت تہے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلہ کے ساتہ مخصوص تہا

(۲) فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے ۔ اس شعر مین اوس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو کہ آنحضرتؐ کے مبعوث ہونیکے بابت حضرت موسےٰ نے توریت مین اور حبقوق نبی نے اپنی کتاب مین دی ہے ۔ اس بشارت کے اردو ترجمہ کے لفظ یہ ہین کہ ،، خدا سینا سے نکلا اور شعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا ۔ اوسکے دائین ہاتہ مین شریعت روشن لشکر ملائکہ کے ساتہ آیا ،، (توریت کتاب پنجم باب ۳۳ - ۲) ،، آہی گیا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے ۔ آسمانون کو جلال سے چہپا دیا اوسکی ستایش سے زمین بہر گئی ،، کتاب حبقوق باب ۳ - ۳

وہ بکر(۱) اور تغلب کی نامی لڑائی
صدی جسمین آدہی اونہون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تہی جسنے صفائی
تہی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی
نہ جہگڑا کوئی ملک و دولت کا تہا وہ
کرشمہ اک اونکی جہالت کا تہا وہ

اسیطرح ایک اور خون ریز بیدا
عرب مین لقب حرب داحس(۲) ہے جسکا
رہا ایک مدت تک آپسمین برپا
بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا
سبب اسکا لکہا ہے یہ اصمعی نے
کہ گہوڑ دوڑ مین چیند کی تہی کسی نے

کہین تہا مویشی چرانے پہ جہگڑا
کہین پہلے گہوڑا بڑہانے پہ جہگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جہگڑا
کہین پانی پینے پلانے پہ جہگڑا
یونہین روز ہوتی تہی تکرار انمین
یونہین چلتی رہتی تہی تلوار انمین

(۱) یہ لڑائی جاہلیت کے اشعار مین حرب بسوس کے نام سے مذکور ہے ۔ بنیاد اسکی یہ تہی کہ ایک شخص کا اونٹ کہیت مین چلا گیا ۔ کہیت والی عورت نے اوسے مارا ۔ اونٹ والے نے عورت کی چہاتی کاٹ ڈالی ۔ اسبات پر سنہ ۴۹۴ء سے سنہ ۵۳۴ء تک برابر لڑائی رہی ۔ اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب مین ہوئی شروع ہوئی تہی مگر رفتہ رفتہ تمام عرب کے قبیلے اوسمین شریک ہوگئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارا گیا ۔

(۲) یہ لڑائی سنہ ۵۶۸ء سے سنہ ۶۳۱ء تک جاری رہی ۔ داحس ایک گہوڑا تہا ۔ گہوڑ دوڑ مین وہ آگے بڑہا چاہتا تہا کہ ایک شخص نے بڑہکر اوسے بدکا دیا ۔ اتنی بات پر ایسا رن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے ۔ اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اوسوقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے ۔ اصمعی سے زمانہ جاہلیت کے اکثر قصے منقول ہین ۔

جو ہوتی تہی پیدا کسی گہر مین دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پہرے دیکہتی جب تہی شوہر کے تیور
کہین زندہ گاڑ آتی تہی اوسکو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تہی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اونکی دن رات کی دل لگی تہی
شراب اونکی گہٹی مین گویا پڑی تہی
تعیش تہا غفلت تہی دیوانگی تہی
غرض ہر طرح اونکی حالت بُری تہی
بس اسطرح دس اونکو گذری تہین صدیان
کہ چہائی ہوئی نیکیون پہ تہین بدیان

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت
بڑہا جانبِ بُوقُبَیس(۱) ابر رحمت
ادا خاک بطحا(۲) نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تہے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ(۳) سے ہویدا
دعائے خلیل(۴) اور نوید مسیحا

(۱) یہ پہاڑ مکہ معظمہ سے جانب شرق واقع ہے ۔ مکہ اسکے نیچے غرب کی جانب آباد ہے

(۲) بطحاے مکہ ایک مقام مکہ اور منے کے درمیان واقع ہے مگر بطحی کا اطلاق عموماً ارض مکہ پر کیا جاتا ہے ۔ بطحی عربی مین اوس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون

(۳) آمنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کا نام ہے

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے دادا ابراہیم کی دعا اور اپنے بہائی عیسٰے کی بشارت ہون ۔ کیونکہ حضرت ابراہیم نے جیسا کہ سورۂ بقر کے رکوع ۱۵ مین مذکور ہے دعا کی تہی کہ الٰہی مکہ والون مین ایک نبی اونہین مین سے مبعوث کر ۔ اور حضرت عیسٰے نے جیسا کہ سورۂ صف کے پہلے رکوع مین اور انجیل یوحنا کے سولہوین باب مین ہے اپنی قوم کو بشارت دی تہی کہ میرے بعد ایک نبی آویگا جسکا نام فارقلیط یعنی احمد ہوگا

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت — کہ طالع ہوا ماہِ برجِ سعادت
نہ چٹکی مگر چاندنی ایک مدت — کہ تہا ابرمین ماہتابِ رسالت
یہ چالیسوین سال لطف خدا سے — کیا چاند نے کہیت غارِ حرا (۱) سے

وہ نبیون مین رحمت لقب پانیوالا — مرادین غریبون کی برلانیوالا
مصیبت مین غیرون کے کام آنیوالا — وہ اپنے پرائے کا غم کہانیوالا
فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماوےٰ — یتیمون کا والی غلامون کا مولےٰ

خطا کار سے درگزر کرنیوالا — بداندیش کے دل مین گہر کرنیوالا
مفاسد کا زیروزبر کرنیوالا — قبائل کو شیر و شکر کرنیوالا
اوتر کر حرا سے سوے قوم آیا — اور اک نسخۂ کیمیا ساتہہ لایا

مس خام کو جسنے کندن بنایا — کہرا اور کہوٹا الگ کر دکہایا
عرب جسپہ قرنون سے تہا جہل چہایا — پلٹ دی بس اک آن مین اسکی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا — ادہر سے ادہر پہر گیا رخ ہوا کا

(۱) کوہِ حرا جو کہ مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے اوسمین ایک غار ہے جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے جاکر ذکر و فکر کیا کرتے تہے اسی غار کو غارِ حرا کہتے ہین ۔ سب سے پہلے وحی الہی اسی غار مین نازل ہوئی تہی ۔

پڑی کان مین دہات تہی اک نکمّی — نہ کچھ قدر تہی اور نہ قیمت تہی جسکی
طبیعت مین جو اوسکی جوہر تہے اصلی — ہوئے سب تہے مٹی مین ملکر وہ مٹی

یہ تہا ثبت علمِ قضا و قدر مین — کہ بنجائیگی وہ طلا اک نظر مین

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسبِ فرمان داور — سوے دشت اور چڑہکے کوہ صفا (۱) پر

یہ فرمایا سب سے کہ "اے آلِ غالب (۲) — سمجہتے ہو تم مجہکو صادق کہ کاذب"

کہا سب نے "قول آجتک کوئی تیرا — کبہی ہمنے جہوٹا سنا اور نہ دیکہا"
کہا "گر سمجہتے ہو تم مجہکو ایسا — تو باور کروگے اگر مین کہونگا

کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر — پڑی ہے کہ لوٹے تمہین گہات پاکر"

کہا "تیری ہر بات کا یہان یقین ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے"
کہا "گر مری بات یہ دلنشین ہے — تو سن لو خلاف اسمین اصلا نہین ہے

کہ سب قافلہ یہان سے ہے جانیوالا — ڈرو اوس سے جو وقت ہے آنیوالا"

(۱) صفا اور مروہ مکہ مین دو پہاڑیان ہین جنکے بیچ مین حاجیون کو سات بار پے درپے دوڑنیکا حکم ہے۔ حضرت اسمعیلؑ کی والدہ ماجدہ ہاجرہ پر جب یہان سخت حالت گزری تہی تو وہ قلق اور اضطراب مین اس مقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پہرتی تہین۔ اسی بنا پر مسلمانون کو یہان دوڑنے کا حکم ہوا ہے

(۲) قریش کے اکثر قبائل خصوصًا بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہین

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جسنے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل مین سبکے لگا دی
اک آواز مین سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اوٹھے دشت و جبل نام حق سے

تبلیغ شریعت

سبق پھر شریعت کا اونکو پڑھایا
حقیقت کا گُر اونکو ایک ایک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤن کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤن کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز ابتک جہان پر
وہ دکھلا دئے ایک پردہ اوٹھا کر

ضلالت اہل عالم

کسیکو ازل کا نہ تھا یاد پیمان
بھلائے تھے بندون نے مالک کے فرمان
زمانہ مین تھا دورِ صہبائے بطلان
مئے حق سے محرم نہ تھی بزم دوران

اچھوتا تھا توحید کا جام ابتک
خُمِ معرفت کا تھا مونہ خام ابتک

نہ واقف تھے انسان قضا اور جزا سے
نہ آگاہ تھے مبدا و منتہی سے
لگائی تھی ایک ایک نے لو ماسوا سے
پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہ راعی[1] نے للکار کر جب پکارا

توحید کی تعلیم

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اوسیکے ہین فرمان اطاعت کے لائق
اوسیکی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اوس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اوسکے آگے جھکاؤ

(۱) راعی بکریان چرانے والا ۔ اس لفظ کا اطلاق انبیا پر اکثر کیا گیا ہے

اوسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم — اوسیکے سدا عشق کا دم بھرو تم
اوسیکے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اوسیکی طلب مین مرو جب مرو تم

مُبرّا ہے شرکت سے اوسکی خدائی — نہین اوسکے آگے کسیکو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہین وہان — مہ و مہر ادنے سے مزدور ہین وہان
جہاندار مغلوب و مقہور ہین وہان — نبی اور صدیق(۱) مجبور ہین وہان

نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی وہان — نہ پروا ہے ابرار و احرار کی وہان

نصارےٰ نے(۲) جسطرح کہایا ہے ہو کا — کہ سمجھے وہ عیسےٰ کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا — مری حد سے رتبہ بڑہانا نہ میرا

سب انسان ہین جسطرح وہان سرفگندہ — اسیطرح ہون مین بہی ایک اوسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم — نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہین بندہ ہونے مین کچہ مجہسے کم تم — کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی — کہ بندہ بہی ہون اوسکا اور(۳) ایلچی بہی

(۱) صدیق انبیا پر سب سے پہلے ایمان لانیوالے اور اپنی تمام زندگی راستبازی سے بسر کرنے والے
رہبان عیسائیون کے درویش ۔ احبار عیسائیون کے علماے دین ۔ ابرار نیک بندے ۔
احرار جو لوگ خدا کے سوا سب چیزون سے آزاد اور بے تعلق ہین ۔
(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین لا تُطرُونی کما اَطرَتِ النصارےٰ ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ
(۳) جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہے ،، قل انما انا بشر مثلکم یوحےٰ الیّ ،،

اسیطرح دل اونکا ایک اک سے توڑا
ہر ایک قبلۂ کج سے مونہ اونکا موڑا

کہین ماسوے کا علاقہ نچھوڑا
خداوند سے رشتہ بند ونکا جوڑا

کبھی کے جو پہرتے بہتے مالک سے بہاگے
دیئے سر جہکا اونکے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پاگیا جب
نشان گنج دولت کا ہاتہ آگیا جب

محبت سے دل اونکا گرما گیا جب
سمان اونپہ توحید کا چہا گیا جب

[illegible]

سکہائے معیشت کے آداب انکو
پڑہائے تمدن کے سب باب انکو

جتائی اونہین وقت کی قدر و قیمت
دلائی اونہین کام کی حرص و رغبت

وقت:

کہا (۱) چھوڑ دینگے سب آخر رفاقت
ہون فرزند و زن اسمین یا مال و دولت

نچھوڑیگا پر ساتہ ہرگز تمہارا
بہلائی مین جو وقت تمنے گزارا

فرصت

غنیمت ہے (۲) صحت علالت سے پہلے
فراغت ۔ مشاغل کی کثرت سے پہلے

جوانی ۔ بڑہاپے کی زحمت سے پہلے
اقامت ۔ مسافر کی رحلت سے پہلے

فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت
جو کرنا ہے کرلو کہ تہوڑی ہے مہلت

(۱) حدیث مین آیا ہے کہ یتبع المیت ثلثۃ فیرجع اثنان ویبقے معہ واحد ۔ یتبعہ اہلہ وماله وعمله فیرجع اہله وماله ویبقے عمله

(۲) اس حدیث کے لفظ یہ ہین اغتنم خمسا قبل خمس ۔ شبابک قبل ہرمک ۔ وصحتک قبل سقمک ۔ وغناک قبل فقرک ۔ وفراغک قبل شغلک ۔ وحیوتک قبل موتک

یہ کہکر کیا علم پر اونکو شیدا
مگر دہیان ہے جنکو ہر دم خدا کا
کہ ''ہین دور رحمت سے سب اہل دنیا (1)
بجز تعلیم کا یا سدا جنہین چرچا

وہ نہین کے لیے یہان ہے نعمت خدا کی
اونہین کے لیے وہان جا رحمت خدا کی''

سکھائی اونہین نوع انسان پہ شفقت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہین وہ محبت
کہا ماہے یہ اسلامیون کی علامت (2)
شب و روز پہنچاتے ہین اوسکو راحت

وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہین
وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہین

خدا رحم کرتا نہین اوس بشر پر (3)
کسیکی اگر آفت گزر جائے سر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر
پڑے غم کا سایہ نہ اوس بے اثر پر

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش برین پر

ڈرایا تعصب سے اونکو یہہ کہکر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر
کہ ''زندہ رہا اور مرا جو اسی پر (4)
وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اوسکے یاور

نہین حق سے کچھ اوس محبت کو بہرہ
کہ جو تمکو اندھا کرے اور بہرا''

(1) اس حدیث کے لفظ یہ ہین الا ان الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ و عالم او متعلم۔

(2) اس حدیث کے لفظ یہ ہین احسن الی جارک تکن مومنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما

(3) یہہ دو حدیثون کا ترجمہ ہے لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس ۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

(4) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل عصبیۃ ولیس منا من مات علی عصبیۃ ۔ حبک الشیء یعمی ویصم

پرہیزگاری

بچایا بُرائی سے اونکو یہ کہکر ۔ کہ ،، طاعت سے ترک معاصی ہے بہتر [1]
تو رع کا ہے ذات مین جنکی جوہر ۔ نہونگے کبہی عابد اونکے برابر
کرو ذکر اہل ورع کا جہان تم ۔ نہ لو عابدونکا کبہی نام وہان تم ،،

[illegible]

غریبون کو محنت کی رغبت دلائی ۔ کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی [2]
خبر تا کہ لو اوس سے اپنی پرائی ۔ نہ کرنی پڑے تمکو در در گدائی
طلب سے ہے دنیا کی گریہان نیت ۔ تو چمکوگے وہان ماہ کامل کی صورت ،،

[illegible]

امیرون کو تنبیہ کی اسطرح پر ۔ کہ ،، ہین تم مین جو اغنیا اور تونگر [3]
اگر اپنے طبقہ مین ہون سب سے بہتر ۔ بنی نوع کے ہون مددگار و یاور
نہ کرتے ہون بے مشورت کام ہرگز ۔ اوٹہاتے نہون بے دہڑک گام ہرگز
تو مُردون سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ ۔ زمانہ مبارک ہے جسکو ایسا
پہ جب اہل دولت ہون اشرار دنیا ۔ نہو عیش مین جنکو اورونکی پروا
نہین اوس زمانہ مین کچہہ خیر و برکت ۔ اقامت سے بہتر ہے اوسوقت رحلت ،،

(۱) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ ذکر رجل عند رسول اللہ بعبادۃ و اجتہاد و ذکر آخر برعۃ فقال النبی صلعم لا تعدل بالرعۃ یعنی الورع

(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین من طلب الدنیا حلالاً استعفافاً عن المسئلۃ وسعیاً علے اہلہ وتعطفاً علے جارہ لقی اللہ تعا یوم القیمۃ و وجہہ مثل القمر لیلۃ البدر

(۳) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے اذا کان امراکم خیارکم واغنیاءکم سمحاءکم وامورکم شوریٰ بینکم فظہر الارض خیر لکم من بطنہا ۔ واذا کان امراکم شرارکم واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الے نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا

اخلاق

دیئے پھیر دل اونکے مکر و ریا سے | بھرا اونکے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا اونھین کذب سے افترا سے | کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق مین نہ کچھ باک اونکو | بس اک شوب مین کر دیا پاک اونکو

تمدن

کہین حفظ صحت کے آئین سکھائے | سفر کے کہین شوق اونکو دلائے
مفاد اونکو سوداگری کے سجھائے | اصول اونکو فرمانروائی کے بتائے
نشان راہ منزل کا ایک ایک بتایا | بنی نوع کا اون کو رہبر بنایا

تہذیب

ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب | کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب | ہوئے روح سے بہرہ ور اونکے قالب
جسے راج رد کر چکے تھے وہ پتھر[1] | ہوا جا کے آخر کو قائم سرے پر

حالت صحابہ

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت | ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندونکی حجت | نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی | کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی

صحابہ کا حال

سب اسلام کے حکم بردار بندے | سب اسلامیون کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے | یتیمون کے بیوون کے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار سارے | نشہ مین مے حق کے سرشار سارے

(۱) یہ اوس پیشین گوئی کیطرف اشارہ ہے جو انجیل متی کے باب ۲۱ مین ہے اور جسکو مسلمان بنی اسمعیل کے حق مین سمجھتے ہین

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دین پر جھکا دینے والے
خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت مین سینے سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اونمین باہم دگر تھا
تو بالکل مدار اوسکا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑون مین شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اوس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونیکو تھا باغ گیتی

نہ کھانون مین تھی وان تکلف کی کلفت
نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکری کی تھی ایک صورت
فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جسمین چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان
ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپان
مسلمان و ذمی تھے سب حق مین یکسان
نہ تھا عبد و حر مین تفاوت نمایان
کنیز اور بانو تھین آپس مین ایسی
زمانہ مین مان جائی بہنین ہون جیسی

رہ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ انکی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ انکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ انکی
شریعت کے قبضہ مین تھی باگ انکی
جہان کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہان کر دیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہاں چاہیے واں کفایت
سخاوت جہاں چاہیے واں سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت
نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت
جھکا حق سے جو جھک گئے اوس سے وہ بھی
رکا حق سے جو رک گئے اوس سے وہ بھی

ترقی کا جس دم خیال اونکو آیا
ایک اندھیر تہا ربع مسکون پہ چھایا
ہر ایک قوم پر تہا تنزل کا سایا
بلندی سے تہا جسنے سب کو گرایا
وہ نیشن[1] جو ہیں آج گردون کے تارے
دہندلکے مین پستی کے پنہان تھے سارے

نہ ہنگامہ تہا گرم عبرانیون[2] کا
نہ اقبال یاور تہا نصرانیون کا
پراگندہ دفتر تہا یونانیون کا
پریشان تہا شیرازہ ساسانیونکا
جہاز اہل روما کا تہا ڈگمگاتا
چراغ اہل ایران کا تہا ٹمٹماتا

ادہر ہند مین ہر طرف تہا اندھیرا
کہ تہا گیان گن کا لدہیانے ڈیرا
اودہر تہا جہالت نے فارس کو گھیرا
کہ دل سب نے کیش آتش سے تہا پھیرا
نہ بہگوان کا دھیان تہا آریون مین
نہ یزدان پرستی تہی یزدانیون مین

(۱) یعنی یورپ کی قومیں ۔ نیشن انگریزی مین قوم کو کہتے ہین

(۲) عبرانیون سے مراد یہود ہین ۔ ساسان پسر دارا کی اولاد مین جو بادشاہ ہوئے ہین وہ ساسانی کہلاتے ہین ۔ روما اٹلی کا بڑا مشہور شہر ہے جو کہ دریائے ٹائبر کے بائین کنارہ بحیرۂ شام سے سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ رومیون کی شاہنشاہی کے عہد مین یہی شہر دار السلطنت تہا ۔ جہاز کو روما کے ساتھ اور چراغ کو عبدۃ النار یعنی قدمائے اہل فارس کے ساتھ جو مناسبت ہے ظاہر ہے

(۱) ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی
گلون پہ چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی
پڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمین پہ تھا ابر ستم کا ڈریڑا
تباہی مین تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومین جو ہین آج غمخوار انسان
درندون کی اور انکی طینت تھی یکسان
جہان عدل کے آج جاری ہین فرمان
بہت دور پہنچا تھا وہان ظلم و طغیان
بنے آج جو گلہ بان ہین ہمارے
وہ تھے بھیڑیے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہان گرم بازار ہے اب
جہان عقل و دانش کا بیوپار ہے اب
جہان علم و حکمت کی بہار ہے اب
جہان ہن برستی لگاتار ہے اب
تمدن کا پیدا نہ تھا وہان نشان تک
سمندر کی آئی نہ تھی موج وہان تک

نہ رستہ ترقی کا ابتک کھلا تھا
نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
وہ صحرا ابھی نہین قطع کرنا پڑا تھا
جہان نقش پا تھا نہ شور درا تھا
جو ہین کان مین حق کی آواز آئی
لگا کرنے خود انکا دل رہنمائی

(۱) زمانہ وسطی مین جو کہ حضرت عیسٰے سے لیکر ۱۵۰۰ مسیحی تک ہا چھہ سو برس یعنی الفرڈ اور شارلیمین کے عہد تک تمام یوروپ مین تاریکی اور اندھیر چھایا ہوا تھا۔ ظلم اور بدنظمیان اور جہل و ضلالت اور بے دیانتی تمام قومون پر غالب تھی۔ یہی حال ایشیا اور افریقہ مین تھا اوسوقت اسلام کی بدولت صرف عرب نے پرانی دنیا کے ہر ایک کھونٹ مین روشنی پھیلائی

گھٹا ایک پہاڑونسے بطحا کے اوٹھی
پڑی چار سو یک بیک دہوم جسکی
کڑک اور دمک دور دور اوسکی پہنچی
جو ٹیگس[۱] پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اوس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کہیتی خدا کی

کیا اُمّیون[۲] نے جہان مین اوجالا
ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتونکو عرب اور عجم سے نکالا
ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبہالا
زمانہ مین پہیلائی توحید مطلق
لگی آنے گہر گہر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکیون کا بدو مین
پڑی کہلبلی کفر کی سرحدون مین
ہوئی آتش افسردہ آتشکدون مین
لگی خاک سی اوڑنے سب معبدون مین
ہوا کعبہ آباد سب گہر اوجڑ کر
جمے ایک جا سارے دنگل بچہڑ کر

لئے علم و فن اونسے نصرانیون نے
کیا کسب اخلاق روحانیون[۳] نے
ادب اونسے سیکہا صفاہانیون نے
کہا بڑہکے لبیک یزدانیون نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گہر نہ دنیا مین تاریک چہوڑا

(۱) اندلس یعنی اسپین مین ٹیگس سے بڑی کوئی ندی نہین ہے اسکا طول تخمیناً ساڑہے پانسو میل ہے۔ ارگون کی حدود سے نکلی ہے اور لسبن مین سمندر سے جا کر ملی ہے۔

(۲) اُمّی ان پڑہ کو کہتے ہین۔ عرب مین چونکہ قدیم سے تعلیم و تعلم کا رواج نہ تہا اسواسطے وہانکے باشندون کو امّی کہا گیا ہے

(۳) روحانیون سے وہ لوگ مراد ہین جو صرف روحانی تعلیم کو ضروری جانتے ہین۔ یزدانی مجوس ہین

ارسطو کے مردہ فنون کو جلایا (۱) — افلاطون کو پھر زندہ کرکے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا — مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا

کیا ہر طرف پردہ چشم جہان سے — جگایا زمانہ کو خواب گران سے

ہر اک میکدہ سے بھر لاجا کے ساغر — ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر — گرہ مین لیا باندہ حکم پیمبر

کہ حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو (۲) — جہان پاؤ اپنا اوسے مال سمجھو

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ — ہر اک کام مین سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت مین بیمثل و یکتا ہوئے وہ — زراعت مین مشہور دنیا ہوئے وہ

ہر اک ملک مین اونکی پہیلی عمارت — ہر اک قوم نے اونسے سیکھی تجارت

کیا جا کے آباد ہر ملک ویران — مہیا کئے سب کے راحت کے سامان
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان — اونہین کر دیا رشک صحن گلستان

بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے — یہ سب پود اونہین کی لگائی ہوئی ہے

(۱) ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیمون مین سے ہے ۔ سکندر اعظم کا اُستاد اور افلاطون کا شاگرد ہے ۔ حضرت عیسےٰ سے تین سو بائیس برس پہلے تریسٹھ برس کی عمر مین مرا ۔ افلاطون ایتھنز دار الخلافہ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد ہے یہ بہی نہایت مشہور حکیم ہے ۔ اکیاسی برس کی عمر مین حضرت عیسےٰ سے تین سو اڑتالیس سن پہلے مرا
(۲) یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ الحکمۃ ضالۃ المؤمن فحیث وجدھا فھو احق بہا

یہ ہموار سڑکین یہہ راہین مصفا (۱) | دوطرفہ برابر درختون کا سایا
نشان جابجا میل و فرسخ کے برپا | سر رہ کوئین اور سرائین مہیا
اونہین کے ہین سب یہ چربے اوتارے | اوسی قافلہ کے نشان ہین یہ سارے

سدا اونکو مرغوب سیر و سفر تہا | ہر اک برّ اعظم (۲) مین اونکا گذر تہا
کہنگالا ہوا اونکا سب بحر و بر تہا | جو لنکا مین تھے (۳) اونکا بربر مین گہر تہا
وہ گنتے تھے یکسان وطن اور سفر کو | گہر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

جہان کو ہے یاد اونکی رفتار اب تک | کہ نقش قدم ہین نمودار اب تک
ہین سیلون (۴) مین اونکے آثار اب تک | اونہین رو رہا ہے ملیبار اب تک
ہمالہ کو ہین واقعات اونکے ازبر | نشان اونکے باقی ہین جبرالٹر (۵) پر

(۱) شیرشاہ نے پانچ برس کی سلطنت مین ایک سڑک بنوائی جو چار مہینے کے رستہ مین پہیلی ہوئی تہی ۔ اس سڑک پر سات سات کوس کے فاصلہ سے ایک ایک پختہ سرا بنوائی ۔ لب سڑک جابجا کوئین اور مسجدین بنوائین ۔ ہر مسجد مین امام اور موذن مقرر کیا ۔ ہر سرا مین مسلمان اور ہندو آدمی نوکر رکہے تاکہ سب کو آرام ملے ۔ سڑک کے دونو طرف درخت لگوائے ۔ کوس کوس بہر پر ایک ایک منارہ بنوایا جس سے رستہ کا اندازہ ہو ۔

(۲) یعنی جتنے برّ اعظم اوس وقت تک انسان کو معلوم تہے ایشیا یوروپ افریقہ سب مین عرب کا گذر تہا ۔

(۳) افریقہ مین جو ایک صحرا تین ہزار میل لمبا ہے اوسکی شمالی ملک کو بربر کہتے ہین ۔

(۴) سیلون لنکا کو کہتے ہین ۔ ہندوستان کے مغربی ساحل پر جو ملک ہے اوسے ملیبار کہتے ہین ۔ سیلون اور ملیبار مین اب تک عرب کی نسل موجود ہے ۔ جبرالٹر کو عرب جبل طارق اور جبل الفتح کہتے ہین ۔ ابو عبد الرحمن موسے بن نصیر نے جب اپنے غلام طارق کو اندلس کی مہم پر بہیجا تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہنچا تہا گویا یہ پہاڑ فتح اندلس کا دروازہ تہا اسی لئے اسکے یہ دونو نام رکہے گئے

آثار صنعا دید اسلام

نہین اس طبق[1] پر کوئی بر اعظم — نہون جسمین اونکی عمارات محکم
عرب، ہند، مصر، اندلس، شام، دیلم — بناؤن سے ہے اونکی معمور عالم
تہین کوہ آدم سے تا کوہ بیضا — ملیگا جہان جاؤگے کہوج اونکا

وہ سنگین محل اور وہ اونکی صفائی — جمی جنکے کہنڈرون پہ ہے آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تہے جنکے طلائی — وہ معبد جہان جلوہ گر تہی خدائی
زمانے نے گو اونکی برکت اوٹہالی — نہین کوئی ویرانہ پر اونسے خالی

خلافت اندلس

ہوا اندلس[2] اونسے گلزار یکسر — جہان اونکے آثار باقی ہین اکثر
جو چاہے کوئی دیکھہ لے آج جاکر — یہ ہے بیت حمرا کے گویا زبان پر
کہ تہے آل عدنان سے میری بانی — من ہون اس بین پر عرب کی نشانی

(۱) اس طبق کا اشارہ زمین کے نصف کرۂ علیا کی طرف ہے جسمین ہم موجود ہین ۔ دیلم گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرۂ کیسپین کے جنوب مین واقع تہی ۔ پہلے یہ دونو ملک ایران کی حد مین شامل تہے اب روس کے ماتحت ہین ۔ لنکا مین جو سلسلہ پہاڑون کا ہے اوسمین سب سے اونچی چوٹی قلۂ آدم یا کوہ آدم ہے کوہ بیضا اندلس مین ہے جسکو اہل یوروپ سئیرا النبیڈا کہتے ہین ۔ چونکہ اسکی چوٹی برف سے سفید رہتی ہے اسلئے عرب اسکو قلۂ بیضا کہتے تہے ۔ اور اسکا قدیم نام سئیرا ہے ۔

(۲) اندلس یعنی اسپین مین سات سو برس تک عیسائی قوم مسلمانون کی محکوم رہی ۔ یہ عمارت شہر گرینیڈا مین جسکو عرب غرناطہ کہتے تہے اہل اسلام کی بڑی یادگار ہے ۔ خلفائے بنی امیہ مین سے دوسرے خلیفہ کے عہد مین تیار ہوئی تہی اور اٹھارہوین خلیفہ کے عہد مین اہل اسپین نے مسلمانون سے چہین لی ۔ بنی امیہ اور بنی ہاشم سب عدنان کی اولاد ہین اسی لئے خلفائے اندلس کو جو کہ بنی امیہ تہے آل عدنان کہا گیا ہے ۔

ہویدا ہے غرناطہ(۱) سے شوکت اونکی
عیان ہے بلنسیہ سے قدرت اونکی

بطلیوس کو یاد ہے عظمت اونکی
ٹپکتی ہے قادس مین سر حسرت اونکی

نصیب اونکا اشبیلیہ مین ہے سوتا
شب و روز ہے قرطبہ اون کو روتا

کوئی قرطبہ کے کہنڈر جاکے دیکھے
مساجد کے محراب و در جاکے دیکھے

حجازی امیرون کے گہر جاکے دیکھے
وہ اوجڑا ہوا کرّ و فر جاکے دیکھے

جلال اونکا کہنڈر ونمین ہے یون چمکتا
کہ ہو خاک مین جیسے کندن دمکتا

(۱) غرناطہ (گرینڈا) اندلس مین نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہے اندلس کا ایک صوبہ جسمین غرناطہ ہے اسی نام سے مشہور ہے ۔ ابو علی عمر بن محمد شلوبینی امام نحو اسی صوبہ کا رہنے والا ہے ۔ بلنسیہ (ولنسیہ) اندلس کے شرقی حصہ مین ایک نہایت عمدہ شہر ہے جسکا سواد باغون اور نہرون سے مالامال ہے ۔ بطلیوس (بدجور) قرطبہ کے شمال مغرب مین چھہ دن کے فاصلہ پر بہت بڑا شہر ہے اسمین متوکل ابن افطس نے نہایت عالیشان عمارتین بنوائی تہین ۔ ابن قلاس نے اسکی یاد مین بہت حسرت ناک شعر لکہے ہین ۔ قادس جسکو انگریزی مین کیڈس بولتے ہین اندلس مین ایک چھوٹا سا جزیرہ بارہ میل لمبا خلیج زقاق (بے اف کیڈس) کے متصل واقع ہے اشبیلیہ (سویل) اندلس کے دار الخلافون مین سے ہے اور قرطبہ سے چار دن کے فاصلہ پر واقع ہے قرطبہ (کارڈوا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر ہے اسکی فصیل پتھر کی ہے ۔ اسمین سولہ سو مسجدین اور نو سو حمام اور پچاس شفا خانے اور اسی عام مدرسے خلفاے اُمویّہ کے عہد مین تھے ۔ ناصر اموی نے اسکے غرب مین ایک شہر بالاے کوہ آباد کیا تہا جسکا نام زہرا رتہا اور جسکا ذکر سید یحیے قرطبی نے اپنے مرثیہ مین کیا ہے ۔

وہ مشہور پایتخت عباسیون کا(۱) | لبِ دجلہ اوڑتا تہا جسکا پہریرا
ثمر وخشک سب جسکا پڑتا تہا سایہ | عراقِ عرب جسپہ تہا فخر کرتا
ہوئی سرنگون جسکی مارے جہنڈیا | ہے جو آج کل ایک تجارت کی منڈی
سُنے گوشِ عبرت سے گرجا کے انسان | تو وہان ذرّہ ذرّہ یہ کرتا ہے اعلان
کہ تہا جن دنون مہر اسلام تابان | ہوا یہان کی ہتی زندگی بخش دوران
پڑی خاک اتہنز(۲) مین جان یہین سے | ہوا زندہ پہر نام یونان یہین سے

(۱) اس سے مراد بغداد ہے جو سنہ ۱۳۲ ہجری سے سنہ ۶۵۶ تک عباسیون کا دار الخلافہ رہا۔ یہ شہر عراق عرب مین دجلہ کے دونو کنارون پر آباد ہے۔ غربی کنارہ کی آبادی کو کرخ کہتے ہین اور شرقی کو عسکر مہدی اور رُصافہ۔ عراق عرب وہ ملک ہے جسکے غرب مین جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) اور شرق مین بلاد کوہستان یعنی عراق عجم ہے اسکے مشہور شہر قادسیہ۔ کوفہ۔ بغداد۔ مدائن۔ بابل۔ نہروان۔ واسط۔ بصرہ۔ وغیرہ ہین —

(۲) یہ شہر قدیم سے یونان کا دار الحکومت ہے۔ یونان کے بڑے بڑے حکیم اور مقنن اسی شہر کے تہے۔ اسیواسطے عرب اسکو مدینۃ الحکماء کہتے تہے۔ خلفائے عباسیہ نے اپنی صرف یونان ہی کا نام زندہ نہین کیا بلکہ انکے عہد مین رومی فارسی سنسکرت سریانی وغیرہ کے بے شمار ترجمے عربی زبان مین ہوئے۔ ابوجعفر منصور نے ایلچی بہیجکر قیصر روم سے کتب حکمیہ کی نقلین اور ترجمے منگائے۔ تحریر اقلیدس۔ مجسطے اور کلیلہ دمنہ کا ترجمہ کرایا۔ رشید نے اکثر علوم مین بڑی بڑی کتابین لکہوائین۔ مامون نے جزیرہ قبرس سے یونانی فلسفہ کی بہت سی کتابین بہم پہنچائین اور یوروپ مین جہان کہین کتابون کا پتا لگا وہان سے طلب کین —

وہ لقمان (۱) و سقراط کے دُرِّ مکنون
وہ اسرار بقراط و درسِ فلاطون
ارسطو کی تعلیم سُولن کے قانون
پڑے تھے کسی قبرِ کہنہ مین مدفون
یہین آکے مہرِ سکوت اونکی ٹوٹی
اسی باغِ رعنا سے بو اونکی پھوٹی

یہ تھا علم پر وہان توجہ کا عالم
کہ ہو جیسے مجروح جویاے مرہم
کسی طرح پیاس اونکی ہوتی نہ تھی کم
بجھاتا تھا آگ اونکی بارانِ شبنم
حریمِ خلافت مین اونٹون پہ لدکر
چلے آتے تھے مصر و یونان کے دفتر

وہ تارے جو تھے شرق مین لمعہ افگن
یہ تھا اونکی کرنون سے تا غرب روشن
نوشتون سے ہین جنکے اب تک مزیّن
کتب خانۂ پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ جنکا تھا کشورون مین
وہ سوتے ہین بغداد کے مقبرون مین

(۱) لقمان ایک نامی فصیح و بلیغ ہے جو حضرت عیسیٰ سے تقریباً چھ سو برس پہلے یونان مین ہوا ہے ۔ اسکی کہانیان جنکو عرب امثال لقمان کہتے ہین بیسیون زبانون مین ترجمہ ہوگئے ہین ۔ یوروپ کے مورخ کہتے ہین کہ یہی کہانیان ہین جنہون نے وحشیون کو شایستہ اور ظالمون کو رحمدل اور سرکشون کو فرمان بردار بنایا ہے ۔ آخر مقام ڈلفی مین اسپر لامذہبی کا الزام لگایا گیا اور پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مارا گیا ۔ سقراط ایتھنز کا رہنے والا نہایت مشہور حکیم اور نوع انسان کا رہنما اور خیرخواہ ہے اسکے وعظ اور نصیحت کی تمام یونان مین دھوم تھی ۔ لوگون نے اسکے اقوال نہایت سعی و کوشش سے جمع کیے ہین حضرت عیسیٰ سے چار سو برس پہلے اسکو زہر دیا گیا اور اوسی مین وفات پائی ۔ سولن بھی ایتھنز کا رہنے والا تھا ۔ یہ اور لائی کرگس یونان کے مشہور مقنن ہین ۔

وہ سنجار(۱) کا اور کوفہ کا میدان ۔۔ فراہم ہوئے جسمین مساح دوران
کرہ کی مساحت کے پہلے سامان ۔۔ ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایان
زمانہ وہان آجتک نوحہ گر ہے ۔۔ کہ عباسیون کی سبھا وہ کدھر ہے

سمرقند(۲) سے اندلس تک سراسر ۔۔ اونہین کی رصدگاہین تہین جلوہ گستر
سواد مراغہ مین اور قاسیون پر ۔۔ زمین سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جنکی رصد کے یہ باقی نشان ہین ۔۔ وہ اسلامیون کے منجم کہان ہین

(۱) زمین جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) مین جو سرزمین دیار ربیعہ کے نام سے مشہور ہے سنجار اوسکا ایک قدیم مشہور شہر ہے ۔ یہان ایک بہت بڑا کف دست میدان ہے جسکو عرب بریّہ کہتے ہین ۔ ایکبار اس میدان مین اور دوسری بار کوفہ کے میدان مین مامون بن رشید کے حکم سے مہندس لوگ جمع ہوئے اور کرۂ ارض کے ایک درجۂ دائرۂ عظیمہ کی پیمایش کی اور محیط کرہ کو چوبیس ۲۴ ہزار میل مشخص کیا ۔ موسی بن ساکر کے چارون بیٹے جنکی کتاب حیل بنی موسے مشہور ہے یعنی ابوجعفر ۔ محمد ۔ احمد ۔ حسین ۔ اس کام پر بہیجے گئے تہے ۔

(۲) سمرقند اور اندلس کی رصدگاہونکے کہنڈر اب تک موجود ہین ۔ مراغہ آذربیجان مین مروان بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہے ۔ اس شہر کے باہر ایک بلندی پر ہلاکو خان نے اپنے عہد مین خواجہ نصیر الدین طوسی وغیرہ سے ایک رصدگاہ بنوائی تہی ۔ قاسیون دمشق کے شمال مین ایک پہاڑ ہے ۔ مشہور ہے کہ قابیل نے ہابیل کو یہین قتل کیا تہا ۔ مامون رشید نے سنہ ۲۱۵ ہجری مین قاسیون اور بغداد مین خالد بن عبد الملک وغیرہ سے رصدگاہین بنوانی شروع کی تہین ۔ سنہ ۲۱۸ مین جب وہ مرگیا تو وہ رصدین ناتمام چہوڑ دی گئین پہر شرف الدولہ بن عضد الدولہ نے بغداد مین ویجن بن رستم کوہی وغیرہ سے رصد بنوائی

(۱) مورخ ہین جو آج تحقیق والے / تفحص کے ہین جنکے آئین نرالے
جنہون نے ہین عالم کے دفتر کھنگالے / زمین کے طبق سر بسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل اونکے جا کر ابہارے / عرب ہی سے وہ پہرنے سیکھے ترارے

اندہیرا تواریخ پر چہا رہا تہا / ستارہ روایت کا گہنا رہا تہا
درایت کے سورج پہ ابر آ رہا تہا / شہادت کا میدان دُہندلا رہا تہا
سرِرہ چراغ ایک عرب نے جلایا / ہر ایک قافلہ کا نشان جس سے پایا

(۲) گروہ ایک جویا تہا علمِ نبی کا / لگایا پتا جسنے ہر مفتری کا
نہ چہوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا / کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون / نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسون

(۱) یعنی اہل یوروپ جو آج علم تاریخ مین تمام عالم پر فایق ہین اور جنہون نے علم لسان اور علم جیولوجی اور مختلف قومون کی قدیم مذہبی کتابون سے زمانہ قدیم کے حالات استخراج کئے ہین اس فن مین اونکے اقرار کے موافق اونکے اُستاد عرب ہی تہے ۔ افسوس ہے کہ عرب کی تاریخی کتابین مسلمانون مین نہین پائی جاتین بلکہ انگلستان ۔ جرمنی ۔ فرانس اور روم کے کتب خانون مین دفتر دفتر موجود ہین ۔ ابوراشد ۔ حاجی خلفہ ابن بطوطہ ۔ ابن العائذ مقریزی ۔ مسعودی ۔ طبری ۔ حمزہ ۔ اصفہانی وغیرہ وغیرہ انمین سے ایک کی کتاب بہی ہمنے کبہی نہین دیکہی مگر یہ سب بے بہا نسخے یوروپ کے کتب خانون مین جابجا موجود ہین ۔

(۲) اس گروہ سے مراد محدثین اہل اسلام ہین ۔ جرح محدثین کی اصطلاح مین کسی راوی کو بے پروا یا بد حافظہ یا جہوٹا یا جعل ساز وغیرہ ثابت کرنا ہے اور تعدیل کسی راوی کو مقبول یا قوی الحفظ یا سچا یا معتمد علیہ وغیرہ ٹہیرانا ۔

اسی دُھن مین آسان کیا ہر سفر کو — اسی شوق مین طی کیا بحر و بر کو
سُنا خازنِ علمِ دین جس بشر کو — لیا اوس سے جاکر خبر (۱) اور اثر کو
پھر آپ اوسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر — دیا اَور کو خود مزا اوسکا چکھکر

گیا فاش (۲) اوہی مین جو عیب پایا — مناقب کو چہانا مثالب کو تایا
مشائخ مین جو قسبح نکلا جتایا — ائمہ مین جو داغ دیکھا بتایا
طلسمِ وَرَع ہر مقدس کا توڑا — نمبر ۱ ہو — نہ مُلّا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال (۳) اور اسانید کے جو ہین دفتر — گواہ اونکی آزادگی کے ہین یکسر
نہ تہا اونکا احسان یہ اک اہل دین پر — وہ ہتے آہین ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی (۵) مین جو آج فائق ہین سب سے — بتائین کہ لبرل بنے ہین وہ کب سے

(۱) خبر اور اثر حدیث کی قسمین ہین

(۲) مناقب خوبیان ۔ مثالب عیوب ۔ محدثین نے راویون کے حالات بیان کرنے مین انصاف اور آزادی کا پورا پورا حق ادا کیا ہے ۔ اگر پرہیزگارون مین کوئی واقعی عیب دیکہا اوسے ظاہر کر دیا اور اگر فاسقون مین کوئی خوبی پائی اوسے بہی اخفا نہین کیا ۔ یہ طریقہ بہی اہل یوروپ نے عرب ہی سے سیکہا ۔

(۳) رجال سے مراد علم رجال ہے جسمین عالمون اور حدیث کے راویون کا حال نہایت صحت سے لکہا گیا ہے اور اسانید سے مراد علم حدیث ہے جسمین متن حدیث کے ساتہ ایک ایک راوی کا نام ذکر کیا گیا ہے ۔ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکہا ہے کہ ،، علم رجال پر مسلمان جتنا فخر کرین بجا ہے نہ ایسی کوئی قوم گذری اور نہ اب ہے جسنے مسلمانون کی طرح بارہ سو برس تک علما کے حالات زندگی لکہے ہون ۔ ہمکو پانچ لاکہہ مشہور عالمون کا تذکرہ انکی کتابون سے مل سکتا ہے ،، لبرٹی انگریزی مین آزادی کو اور لبرل آزاد کو کہتے ہین ۔

فصاحت عرب

فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤ خوردہ ۔ بلاغت کے رستے تھے سب ناسپردہ
ادھر روم کی شمع انشا تھی مردہ ۔ ادھر آتش پارسی تھی فسردہ
یکایک جو برق اک چمکی عرب کی (۱) ۔ کھلی کی کھلی رہ گئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی ۔ سنی برمحل اونکی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دلمین ریشہ دوانی ۔ وہ خطبون کی مانند دریا روانی
وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسون کے ۔ تو سمجھے کہ گویا ہم اب تک ہین گونگے

سلیقہ کسیکو نہ تھا مدح و ذم کا ۔ نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین و عظ و حکم کا ۔ خزانہ تھا مدفون زبان اور قلم کا
نواسنجیان اونسے سیکھین یہ سب نے ۔ زبان کھولدی سبکی نطقِ عرب نے

(۱) فصاحت بلاغت عرب کا ذاتی جوہر تھا ۔ معرکہ جنگ مین اونکی تقریرون سے مبارزون کے دل بڑہتے تھے اور مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے ۔ اونھین کی زبانین تھین جو لڑائیون مین تیر و سنان کا کام دیتی تھین ۔ جان ڈیون پورٹ نے لکھا ہے کہ ،، عرب کے علم ادب نے روم اور یونان کے علم ادب مین از سر نو جان ڈالی تھی ،، اور نیشنل ٹرینسلیشن کمیٹی کی پہلی تجویز مین اسبات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ ،، فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات مین کوئی عرب سے بڑھکر نہین ہوا ،، اہل یورپ کے ہان جو اب اسپیچ کا دستور ہے جو کہ عام جلسون اور قومی مجمعون مین اور لڑائی وغیرہ کے موقعون پر کیجاتی ہے غالباً اندلس کے مسلمانون سے اونکے ہان پہنچی ہے ۔

زمانہ مین پہلی طب اونکی بدولت نہ صرف ایک مشرق مین تہی اونکی شہرت	ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت مسلم تہی مغرب تک اونکی حذاقت
(۱) سلرنو مین جو ایک نامی مطب تہا	وہ مغرب مین عطار مشک عرب تہا
(۲) ابوبکر رازی ۔ علی ابن عیسے حُنین ابن اسحق قسیس دانا	حکیم گرامی حسین ابن سینا ضیار ابن بیطار راس الاطبا
انہین کے ہین مشرق مین سب نام لیوا	انہین سے ہوا پار مغرب کا کہیوا

(۱) سلرنو ۔ نیپلس صوبہ اٹلی کا مشہور شہر ہے ۔ وہان مسلمانون کا ایک نامی گرامی مدرسہ تہا جسمین طب کی علمی و عملی تعلیم ہوتی تہی اور تمام یوروپ سے لوگ طب سیکہنے کو یہان آتے تہے (رسالہ کوس موس مصنفہ ہنبرلٹ جلد ۲)

(۲) اسکی تصنیفات ۱۱۲ ضبط کی گئی ہین جنمین سے اکثر طبی ہین ۔ اول رَی مین اور پہر بغداد مین مدتون علاج کیا اور آخر عمر مین اندہا ہوگیا ۔ ۳۲۰؁ ہجری مین وفات پائی ۔ علی ابن عیسے کو چیمبرس کی سائیکلوپیڈیا مین نہایت نامی اطبائے اسلام مین سے شمار کیا ہے ۔ ابوعلی الحسین کا قانون صدہا برس تک یوروپ کے مدرسون مین پڑہایا گیا ہے ۔ اسکی تصنیفات مختلف علوم مین چالیس کے قریب شمار کی گئی ہین جنمین سے کتاب حاصل و محصول کی ۲۰ شفا کی ۱۸ قانون کی ۱۴ کتاب الانصاف کی ۲۰ لسان العرب کی ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہین ۔ ۴۲۸؁ ہجری مین اٹہاون برس کی عمر مین مرا اور ہمدان مین مدفون ہوا ۔ حُنین عبادان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے ۔ چونکہ اسنے خلفائے عباسیہ کے ہان نشو و نما پائی تہی اور متوکل کے عہد مین سررشتہ ترجمہ کا افسر بہی تہا اور اسکا وطن بہی عراق عرب تہا اسلیئے حکمائے اسلام مین شمار کیا گیا ہے ۔ ضیار الدین ابن بیطار اندلسی علم نباتات مین بے مثل و یکتا تہا ۔ نباتات کی تحقیقات مین دور دور کے سفر کیے ادویہ مفردہ کے بیان مین اکثر کتابین بنا ماخذ اسکی تصنیفات ہین مصر کے تمام حکیم اسکو اپنا پیشوا جانتے تہے ۶۴۶؁ ہجری مین قضا پائی

عروج علوم

غرض فن ہین جو مایۂ دین و دولت — طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئات — سیاست تجارت عمارت فلاحت
لگاؤ گے کھوج اونکا جا کر جہان تم — نشان اونکے قدمون کے پاؤ گے وہان تم

عرب کا فیضان

ہوا گو کہ پامال بستان عرب کا — مگر اک جہان ہے[1] غزلخوان عرب کا
ہرا کر گیا سب کو باران عرب کا — سپید و سیہ پر ہے احسان عرب کا
وہ قومین جو ہین آج سرتاج سبکی — کنونڈی رہینگی ہمیشہ عرب کی

رہے جبتک ارکان اسلام برپا — چلن اہل دین کا رہا سیدہا سادہ
رہا میل سے شہد صافی مصفا — رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرا
نہ تھا کوئی اسلام کا مرد میدان — علم ایک تھا شش جہت مین درفشان

تنزل اہل اسلام

پہ گدلا ہوا جبکہ چشمہ صفا کا — گیا چھوٹ سر رشتہ دین ہدیٰ کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا — تو پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا
کہ ،، ہمنے بگاڑا[2] نہین کوئی اب تک — وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جب تک ،،

(۱) یوروپ کے نامی مورخ مثل اڈورڈ گبن ۔ ہنری لوئیس ۔ ڈاکٹر ہیلی ۔ سڈلیو فرانسیسی ۔ سکندر ہمبلٹ وغیرہ وغیرہ اسبات کے معترف ہین کہ ہمارے فضل وکمال کا سرچشمہ عرب تہا ۔

(۲) جیسا سورۂ رعد مین وارد ہے کہ ،، ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم ،، یعنی خدا تعالے کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہین بدلتے

بڑے اونپہ وقت آکے پڑنے لگے اب
وہ دنیا میں بگڑا و جڑنے لگے اب
بھرے اونکے میلے بچھڑنے لگے اب
بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر
گھٹا کھل گئی سارے عالم پہ چھا کر

نہ ثروت رہی اونکی قائم نہ عزت
گئے چھوڑ ساتھ اونکا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اونسے ایک ایک رخصت
مٹین خوبیان ساری نوبت بنوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہگیا نام باقی

ملے کوئی ٹیلا اگر ایسا اونچا
کہ آتی ہو وہانسے نظر ساری دنیا
چڑہے اوسپہ پہر ایک خردمند دانا
کہ قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا
تو قومون مین فرق اسقدر پائیگا وہ
کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

وہ دیکھیگا ہر سو ہزارون چمن وہان
بہت تازہ تر صورت باغ رضوان
بہت اونمین کمتر پہ سرسبز و خندان
بہت خشک اور بے طراوت مگر ہان
نہین لائے گو برگ و بار اونکے پودے
نظر آتے ہین ہونہار اونکے پودے

پہر ایک باغ دیکھیگا اوجڑا سراسر
جہان خاک اوڑتی ہے ہر سو برابر
نہین تازگی کا کہین نام جسپر
ہری ٹہنیان جہڑ گئین جسکی جلکر
نہین پہول پہل جسمین آنیکے قابل
ہوئے روکہہ جسکے جلانیکے قابل

تمثیل اقوام و ملل

تمثیل حالت اسلام

جہان نہر کا کام کرتا ہے باران
جہان آکے دیتا ہے رہ ابر نیسان
تر دّو سے جو اور ہوتا ہے ویران
نہین اس جسکو خزان اور بہاران
یہ آواز پیہم وہان آرہی ہے
کہ اسلام کا باغ ویران ہی ہے

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا
نشان جسکا اقصائے عالم مین پہنچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ جسکا
نہ عمّان[(۱)] مین ٹھٹکا نہ قلزم مین جھجکا
کئے پے سپر جسنے ساتون سمندر
وہ ڈوبا دہانہ مین گنگا کے آکر

اگر کان دہر کر سنین اہل عبرت
تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت
زمین روکھہ بن پہول پہل ریت پربت
یہ فریاد سب کر رہے ہین بہ حسرت
کہ کل فخر تہا جنسے ہندوستان کو
ہوئے آج سب ننگ ہندوستان دونو

خطاب بہ عرب قوم

حکومت نے تمسے کیا گر کنارا
تو ہمین نہ تہا کچھ تمہارا اجارہ
زمانہ کی گردش سے ہے کسکو چارہ
کبھی یان ہے ہمن کبھی ہان ہے دارا
نہین بادشاہی کچھ آخر خدائی
جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

[illegible]

ہوئی مقتضی جبکہ حکمت خدا کی
کہ تعلیم جاری ہو خیر الورے کی
بڑی دہوم عالم مین دین ہدے کی
تو عالم کی تمکو حکومت عطا کی
کہ پہیلاؤ دنیا مین حکم شریعت
کرو ختم بندون پہ مالک کی حجت

(۱) خلیج عمان عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے ۔ پرڈسی یعنی بحر احمر کو قلزم کہتے ہین ۔

ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت
رہی اب نہ اسلام کو اوسکی حاجت
مگر حیف اے فخرِ آدم کی امت
ہوئی آدمیت بھی ساتھ اوسکے رخصت

حکومت تھی گویا کہ ایک جھول ملمّع
کہ اوڑتے ہی اوسکے نکل آئے جوہر

زمانہ مین ہین ایسی قومین بہت سی[1]
نہین جنمین تخصیص فرمانروا کی
پر آفت کہین ایسی آئی نہوگی
کہ گھر گھر پہ یہان چہاگئی آکے پستی

خروس اور شہباز سب اوج پر ہین
مگر ایک ہم ہین کہ بے بال و پر ہین

وہ ملّت کہ گردون پہ جسکا قدم تہا
ہر ایک کہونٹ مین جسکا برپا علم تہا
وہ فرقہ جو آفاق مین محترم تہا
وہ امت لقب جسکا خیر الامم تہا

نشان اوسکا باقی ہے صرف اسقدر یہان
کہ گنتے ہین اپنے کو ہم بھی مسلمان

وگرنہ ہماری رگون مین لہو ہین
ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین
طبیعت مین فطرت مین عادت مین خو مین

نہین کوئی ذرّہ نجابت کا باقی
اگر ہو کسی مین تو ہے اتفاقی

ہماری ہر ایک بات مین سفلہ پن ہے
کمینون سے بد تر ہمارا چلن ہے
لگا نامِ آبا کو ہمسے گہن ہے
ہمارا قدم ننگِ اہلِ وطن ہے

بزرگون کی توقیر کہوئی ہے ہمنے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہمنے

(۱) جیسے پارسی۔ یہودی۔ ہندو وغیرہ۔ خروس سے محکوم اور شہباز سے حاکم قومین مراد ہین

مسلمانان ہندوستان

۷

نہ قوموں میں عزت نہ جلسوں میں وقعت | نہ اپنون سے الفت نہ غیرون سے ملت
مزاجوں میں پستی دماغون مین نخوت | خیالوں مین پستی کمالون سے نفرت
عداوت نہان دوستی آشکارا | غرض کی تواضع غرض کی مدارا

نہ اہلِ حکومت کے ہمراز ہین ہم | نہ درباریون مین سرافراز ہین ہم
نہ علمون مین شایان اعزاز ہین ہم | نہ صنعت مین حرفت مین ممتاز ہین ہم
نہ رکھتے ہین کچھ منزلت نوکری مین | نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری مین

تنزل نے کی ہے بُری گت ہماری | بہت دور پہنچی ہے نکبت ہماری
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری | نہین کچھہ ابھرنیکی صورت ہماری
پڑے ہین اک امید کے ہم سہارے | توقع پہ جنت کی جیتے ہین سارے

سیاحت کی گون ہین نہ مرد سفر ہین | خدا کی خدائی سے ہم بیخبر ہین
یہ دیوارین گھر کی جو پیشِ نظر ہین | یہی اپنے نزدیک حدِ بشر ہین
ہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم | وہی اونکی دنیا وہی اونکا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر | پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسیطرح کے اور بھی نام اکثر | کتابون مین پڑہتے رہے ہین اکثر
یہ جب تک نہ دیکھین کہین کس یقین کر | کہ یہ آسمان پر ہین یا ہین زمین پر

تضییع اوقات

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت
وہ شایستہ ملکون کا گنج سعادت
وہ آسودہ قومون کا راس البضاعت
وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبارت
نہین اسکی وقعت نظر مین ہماری
یونہین مفت جاتی ہے برباد ساری

اگر ہمسے مانگے کوئی ایک پیسا
تو ہوگا کم و بیش بار اوسکا دینا
مگر ہان وہ سرمایۂ دین و دنیا
کہ اک ایک لمحہ ہے انمول جسکا
نہین کرتے خسّت اوڑانے مین اوسکے
بہت ہم سخی ہین لٹانے مین اوسکے

اگر سانس دن بہر کے سب گنین ہم
تو نکلین گے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جنمین کل کے لئے کچھ فراہم
یونہین گذرے جاتے ہین دن رات پیہم
نہین کوئی گویا خبردار ہم مین
کہ یہ سانس آخر ہین اب کوئی دم مین

گڈریے کا وہ حکم بردار کتا
کہ بہیڑون کی ہر دم ہے رکھوال کرتا
جو ریوڑ مین ہوتا ہے چیتے کا کہڑکا
تو وہ شیر کی طرح پہرتا ہے بپھرا
گر انصاف کیجے تو ہے ہمسے بہتر
کہ غافل نہین فرض سے اپنے دم بہر

اہل یورپ کا ضبط اوقات

وہ قومین جو سب راہین طے کر چکی ہین
ذخیرے ہر اک جنس کے بہر چکی ہین
ہر اک بوجہ بار اپنے سر دہر چکی ہین
ہوئین تب ہین زندہ کہ جب مر چکی ہین
اوسیطرح راہ طلب مین ہین پویا
بہت دور ابہی اونکو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بہر کے سوتے نہین وہ — کبہی سیر محنت سے ہوتے نہین وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہین وہ — کوئی لمحہ بیکار کہوتے نہین وہ
نہ چلنے سے تہکتے نہ اوکتاتے ہین وہ — بہت بڑہ گئے اور بڑہے جاتے ہین وہ

مگر ہم کہ اب تک جہان تہے وہین ہین — جمادات کی طرح بار زمین ہین
ہین دنیا مین ایسے کہ گویا نہین ہین — زمانہ سے کچہ ایسے فارغ نشین ہین
کہ گویا ضروری تہا جو کام کرنا — وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

یہان اور ہین جتنی قومین گرامی — خود اقبال ہے آج اونکا سلامی
تجارت مین ممتاز دولت مین نامی — زمانہ کے ساتہی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہین تعلیم اولاد سے وہ — نہ غافل ہین ہستی بنیاد سے وہ

دکان اونکی ہے اور بازار اونکا — بنج اونکا ہے اور بیوہار اونکا
زمانہ مین پہیلا ہے بیوپار اونکا — ہے پیر و جوان برسرِ کار اونکا
مدار اہلکاری کا ہے اب اونہین پر — اونہین کے ہین آفس اونہین کے ہین دفتر

معزز ہین ہر ایک دربار مین وہ — گرامی ہین ہر ایک سرکار مین وہ
نہ رسوا ہین عادات و اطوار مین وہ — نہ بدنام گفتار و کردار مین وہ
نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اونکو — نہ محنت مشقت سے کچہ عار اونکو

طبیعت مین ایک ایک کی ہے ہمواری
برا سُنکے کرتے ہین وہ بُردباری
تواضع ہے سبکی رگ و پے مین ساری
دماغ اونکے ہین کبر و نخوت سے عاری
نہ باتون مین اونکی حقارت کسیکی
نہ جلسونمین اونکے مذمت کسیکی

جو گرتے ہین گر کر سنبھل جاتے ہین وہ
پڑے زد تو بچکر نکل جاتے ہین وہ
ہر ایک سانچہ مین جا کے ڈھل جاتے ہین وہ
جہان رنگ بدلا بدل جاتے ہین وہ
ہر اک وقت کا مقتضے جانتے ہین
زمانہ کے تیور وہ پہچانتے ہین

مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی
کہ یکسان ہے وہان سب بلندی و پستی
نہین اب تک اصلا خبر ہمکو یہ بھی
کہ ہے کون مُردار کتنی ترقی
جدھر کو لگا آنکھ ہم دیکھتے ہین
زمانہ کو اپنے سے کم دیکھتے ہین

زمانہ کا دن رات ہے یہ اشارا
کہ ہے آشتی مین مرے یہان گزارا
نہین پیروی جنکو میری گوارا
مجھے اونسے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رُخ نہین ناؤ چلتی
چلو تم اودہر کو ہوا ہو جدہر کی

چمن مین ہوا آچکی ہے خزان کی
پھری ہے نظر دیر سے باغبان کی
صدا اور ہے بلبل نغمہ خوان کی
کوئی دم مین حالت ہے اب گلستان کی
تباہی کے خواب آرہے ہین نظر سب
مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

افلاس

فلاکت جسے کہیے اُمّ الجرائم — نہین رہتے ایمان پہ دل جس سے قائم
بناتی ہے انسان کو جو بہائم — مصلّی ہین دلجمع جس سے نہ صائم
وہ یون اہل اسلام پر چھا رہی ہے — کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

کہین مکر کے گُر سکھاتی ہے ہمکو — کہین جھوٹ کی لَو لگاتی ہے ہمکو
خیانت کی چالین سجھاتی ہے ہمکو — خوشامد کی گھاتین بتاتی ہے ہمکو
فسون جبکہ پاتی نہین کارگر وہ — تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

یہان جتنی قومین ہماری سوا ہین — ہزار اور نہین خوش ہین تو دو بینوا ہین
یہان لاکھ مین دو اگر اغنیا ہین — تو سو نیم بسمل ہین باقی گدا ہین
ذرا کام غیرت کو فرمائین گر ہم — تو سمجھین کہ ہین مبتذل کسقدر ہم

گداگری

بگاڑے ہین گردش نے جو خاندانی — نہین جانتے بسکہ روٹی کمانی
دلون مین ہے یہ یکقلم سب نے ٹھانی — کہ کیجے بسر مانگ کر زندگانی
جہان قدردانون کا ہین کھوج پاتے — پہنچتے ہین وان مانگتے اور کھاتے

کہین باپ دادا کا ہین نام لیتے — کہین روشناسی سے ہین کام لیتے
کہین جھوٹے وعدون پہ ہین دام لیتے — یونہین سبکو دم دیکے ہین دام لیتے
بزرگون کے نازان ہین جس نام پر وہ — اوسے بیچتے پہرتے ہین دربدر وہ

یہ ہین ڈھنگ اون تازہ آفت زدون کے — بہت کم زمانہ ہوا جنکو بگڑے
یہی ایک عالم ہے آگاہ جنسے — کہین کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنہین دیس پردیس سب جانتے ہین — حسب اور نسب جنکا پہچانتے ہین

گزر چکا جنکا نام و نشان ہے — پرانی ہوئی جنکی اب داستان ہے
فسانون مین قصون مین جنکا بیان ہے — بہت نسل پر تنگ اونکی جہان ہے
نہین اونکی قدر اور پرسش کہین اب — اونہین بھیک تک کوئی دیتا نہین اب

بہت آگ چلمون کی سلگانیوالے — بہت گھاس کی گٹھریان لانیوالے
بہت دربدر مانگ کر کھانیوالے — بہت فاقے کر کرکے مرجانیوالے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہین وہ جوہر — تو نکلین گے نسل ملوک اونمین اکثر

انہین کے بزرگ ایکدن حکمران تھے — انہین کے پرستار پیر و جوان تھے
یہی حامی عاجز و ناتوان تھے — یہی مرجع دیلم و اصفہان تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی — انہین کے گھرونمین تھی صاحبقرانی

یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے — کہ شاہون کی اولاد در در گدا ہے
جسے سنئے افلاسمین مبتلا ہے — جسے دیکھئے مفلس و بینوا ہے
نہین کوئی اونمین کمانے کے قابل — اگر ہین تو ہین مانگ کھانے کے قابل

نہین مانگنے کا طریق ایک ہی یہان
گدائی کی ہین صورتین سیکڑون یہان
نہین حصر کنگلون پہ گدیہ گری یہان
کوئی دے تو منگتون کی ہے کیا کمی یہان

بہت ہاتھ پہیلائے زیر ردا ہین
چہپے اور کہلے پہرتے اکثر گدا ہین

بہت آپ کو کہکے مسجد کے بانی
بہت بنکے خود سید خاندانی
بہت سیکہکر نوحہ و سوز خوانی
بہت مدح مین کرکے رنگین بیانی

بہت آستانون کے خدام بنکر
پڑے مانگتے کہاتے پہرتے ہین در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجہین
ہنر اور پیشہ کو جو خوار سمجہین
تجارت کو کہیتی کو دشوار سمجہین
فرنگی کے پیسے کو مردار سمجہین

تن آسانیان چاہین اور آبرو بہی
وہ قوم آج ڈوبیگی گر کل نہ ڈوبی

امیرون کے مصاحب

کرین نوکری بہی تو بے عزتی کی
جو روٹی کمائین تو بے حرمتی کی
کہین پائین خدمت تو بے غیرتی کی
قسم کہائیے انکی خوش قسمتی کی

امیرون کے بنتے ہین جب مصاحب
تو جاتے ہین ہوکر حمیت سے تائب

کہین اونکی صحبت مین گانا بجانا
کہین مسخرہ بنکے ہنسنا ہنسانا
کہین پہبتیان کہکے انعام پانا
کہین چہیڑ کر گالیان سب سے کہانا

یہ کام اور بہی کرتے ہین پر نہ ایسے
مسلمان بہائی سے بن آئین جیسے

ذکر دولتمند مسلمان

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے   خمیر اونکا اور اونکی طینت جدا ہے
سزاوار ہے اونکو جو ناسزا ہے   روا ہے اونہین سبکو جو ناروا ہے
شریعت ہوئی ہے نکونام اونسے   بہت فخر کرتا ہے اسلام اونسے

ہر اک بول پر اونکے مجلس فدا ہے   ہر اک بات پر وہان درست اور بجا ہے
نہ گفتار ہین اونکی کوئی خطا ہے   نہ کردار اونکا کوئی ناسزا ہے
وہ جو کچھ کہ ہین کہہ سکے کون اونکو   بنایا ندیمون نے فرعون اونکو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا   وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبے
سلیمان نے کی جسکی حق سے تمنا   بڑھا جس سے آفاق مین نام کسرے
کیا جسنے حاتم کو مشہور دوران   کیا جسنے یوسفؑ کو مسجود اخوان

ملا ہے یہ فخر اوسکو انکی بدولت   کہ سمجھی گئی ہے وہ اصل شقاوت
کہین ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت   کہین نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہان کے لئے جو کہ آب بقا ہے   وہ اس قوم کے حق مین سمّی ہوا ہے

ادھر مال و دولت نے یہان مونہ دکھایا   ادھر ساتھ اوسکے ادبار آیا
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا   عمل وہان سے برکت نے اپنا اوٹھایا
نہین راس یہان چار پیسے کسیکو   مبارک نہین جیسے پر چیونٹی کو

سمجھتے ہین سب عیب جن عادتونکو ۔ بہائم سے نسبت ہے جن سیرتونکو
چھپاتے ہین اوباش جن خصلتونکو ۔ نہین کرتے اجلاف جن حرکتونکو
وہ یہان اہل دولت کو ہین شیر مادر ۔ نہ خوف خدا ہے نہ شرم پیمبر

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی ۔ تو دولت بہت سی اسی مین لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی ۔ توکردی بہرے گھر کی دم مین صفائی
پہر آخر لگے مانگنے اور کہانے ۔ یونہین مٹ گئے یہان ہزارون گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اونکو اصلا ۔ نہ انجام کا اپنے کچھ اونکو کھٹکا
نہ فکر اونکو اولاد کی تربیت کا ۔ نہ کچھ ذلت قوم کی اونکو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اونکا نہ دین پر ۔ خدا کو وہ کیا منہ دکھائینگے جا کر

کسی قوم کا جب اولٹتا ہے دفتر ۔ تو ہوتے ہین مسخ انمین پہلے تونگر
کمال انمین رہتے ہین باقی نہ جوہر ۔ نہ عقل انکی ہادی نہ دین انکا رہبر
نہ دنیا مین ذلت نہ عزت کی پروا ۔ نہ عقبے مین دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ وزاری سے ڈرنا ۔ نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس مین خودی سے گزرنا ۔ تعیش مین جینا نمایش پہ مرنا
سدا خواب غفلت مین بیہوش رہنا ۔ دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے ایک جہان ہے — تو بےفکر ہین کیونکہ گھر مین سامان ہے
اگر باغِ امت مین فصلِ خزان ہے — تو خوش ہین کہ اپنا چمن گلفشان ہے

یہی نوعِ انسان کا حق اونپہ کیا ہے — وہ ایک نوع نوعِ بشر سے جدا ہے

کہان بندگانِ ذلیل اور کہان وہ — بسر کرتے ہین بے غمِ قوتِ نان وہ
پہنتے نہین جز سمور و کتان وہ — مکان ہے کہتے ہین رشکِ خلد و جنان وہ

نہین چلتے وہ بے سواری قدم بھر — نہین رہتے بے نغمہ و ساز دم بھر

کمربستہ ہین لوگ خدمت مین اونکی — گل و لالہ رہتے ہین صحبت مین اونکی
نفاست بھری ہے طبیعت مین اونکی — نزاکت سو داخل ہے عادت مین اونکی

دوا مین مشک اونکی اوٹھتا ہے سیرون — وہ پوشاک مین عطر ملتے ہین سیرون

یہ ہو سکتے ہین اونکے ہمجنس کیونکر — نہین چین جنکو زمانہ سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر — نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر

پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی — جو تدبیر اولٹی تو تقدیر کھوٹی

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہُدےٰ کا — کہ[۱] ہے ساری مخلوق کنبا خدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا — خلائق سے ہے جسکو رشتہ ولا کا

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان — کہ کام آئے دنیا مین انسان کے انسان

(۱) یہ دو حدیثین ہین ۱ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیاله ۲ الدین النصیحة

اہل یورپ کی

عمل جنکا تہا اس کلام متین پر (۱)	وہ سرسبز ہین آج روی زمین پر
تفوق ہے اونکو کہین و مہین پر	مدار آدمیت کا ہے اب اونہین پر
شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے	وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے
سمجھتے ہین گمراہ جنکو مسلمان	نہین جنکو عقبے مین امید غفران
نہ حصہ مین فردوس جنکی نہ رضوان	نہ تقدیر مین حور جنکے نہ غلمان
پس از مرگ دوزخ ٹہکانا ہے جنکا	حمیم (۲) آب و زقوم کہانا ہے جنکا
وہ ملک اور ملت پہ اپنے فدا ہین	سب آپس مین ایک ایک کے خیرخواہ ہین
اولوالعلم ہین اونمین یا اغنیا ہین	طلبگار بہبود خلق خدا ہین
یہ تمغا تہا گویا کہ حصہ اونہین کا	کہ ما حب الوطن (۳) ہے نشان مومنین کا
امیرون کی دولت غریبون کی ہمت	ادیبون کی انشا حکیمون کی حکمت
فصیحونکے خطبے شجاعون کی جرات	سپاہی کے ہتیار شاہونکی طاقت
دلونکی اومنگین امیدونکی خوشیان	سب اہل وطن اور وطن پر ہین قربان

(۱) یعنی یوروپ کی قومین جو قوم کی ہمدردی اور وطن کی حمایت اور تمام نوع انسان کی دستگیری اور امداد مین سارے جہان سے فائق ہین ۔

(۲) حمیم گرم پانی جو دوزخیون کو پلایا جائیگا ۔ زقوم اہل دوزخ کے لیے ایک قسم کی خوراک ہوگی ۔

(۳) جیسا حدیث مین آیا ہے حب الوطن من الایمان ۔

ہمدردی کا نتیجہ

عروج اونکا جو تم عیان دیکھتے ہو — جہان مین اونہین کامران دیکھتے ہو
مطیع اونکا سارا جہان دیکھتے ہو — اونہین برتر از آسمان دیکھتے ہو
یہ ثمرے ہین اونکی جوانمردیون کے — نتیجے ہین آپس کی ہمدردیون کے

[illegible] مسلمان دولتمند

غنی ہم مین ہین جو کہ ارباب ہمت — مسلم ہے عالم مین جنکی سخاوت
اگر ہے مشائخ سے اونکو عقیدت — تو ہے پیرزادون پہ وقف اونکی دولت
لگے ہین دن رات وہان عیش کرتے — پہ نوکر ہین جتنے وہ بہوکے ہین مرتے

عمل واعظون کے اگر قول پر ہے — تو بخشش کی امید بے صرف زر ہے
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے — تو روز حساب اونکو پہر کسکا ڈر ہے
اگر شہر مین کوئی مسجد بنا دی — تو فردوس مین نیو اپنی جما دی

عمارت کی بنیاد ایسی اوٹہائی — نہ نکلے کہین ملک مین جسکا ثانی
تماشون مین ثروت بڑون کی اوڑائی — نمایش مین دولت خدا کی لٹائی
چہٹی بیاہ مین کرنے لاکھون کے سامان — یہ ہین اونکے ارمان ہین اونکی خوشیان

دین اسلام کی حالت

مگر دین برحق کا بوسیدہ ایوان — تزلزل مین ہین جسکے ارکان
زمانہ مین ہے جو کوئی دن کا مہمان — نہ پائینگے ڈہونڈا جسے پہر مسلمان
عزیزون نے اوس سے توجہ اوٹہالی — عمارت کا ہے اوسکی اللہ والی!

قحط ابدال

پڑی ہین سب اوجڑی ہوئی خانقاہین — وہ درویش و سلطان کی امیدگاہین
کھلی تھین جہان علم باطن کی راہین — فرشتون کی پڑتی تھین جن پر نگاہین
کہان ہین وہ جذب الٰہی کے پھندے — کہان ہین وہ اللہ کے پاک بندے

قحط علمائے دین

وہ علم شریعت کے ماہر کدہر ہین — وہ اخبار دین کے مبصر کدہر ہین
اصولی کدہر ہین مناظر کدہر ہین — محدث کہان ہین مفسر کدہر ہین
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغان — چراغ اب کہین ٹمٹماتا نہین وہان

مدارس وہ تعلیم دین کے کہان ہین — مراحل وہ علم و یقین کے کہان ہین
وہ ارکان شرع متین کے کہان ہین — وہ وارث رسول امین کے کہان ہین
رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماوے — نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ ملا

قحط کتب دینیہ

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر — کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین باد صرصر — بجھین مشعلین نور حق کی سراسر
رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی — صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

مدعیان علم

بہت لوگ بنکر ہوا خواہ امت — سفیہون سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گانو در گانو نوبت بنوبت — پڑے پھرتے ہین کرتے تحصیل دولت
یہ ٹھیرے ہین اسلام کے رہنما اب — لقب انکا ہے وارث انبیا اب

مدعیان درویشی

بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر — نہین ذات والا مین کچھ جنکی جوہر
بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اسپر — کہ تہے اونکے اسلاف مقبول داور
کرشمے ہین جا جا کے جہوٹے دکہاتے — مریدون کو ہین لوٹتے اور کہاتے

یہ ہین جادہ پیمائے راہ طریقت — مقام انکا ہے ماورائے شریعت
انہین پر ہے ختم آج کشف و کرامت — انہین کے ہی قبضہ مین بابون کی قسمت
یہی ہین مُراد (1) اور یہی ہین مُرید اب — یہی ہین جنید اور یہی بایزید اب

علمای زمان

بڑہے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی — جگہ جس سے شق ہون وہ تقریر کرنی
گنہگار بندون کی تحقیر کرنی — مسلمان بہائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالمون کا ہمارے طریقہ — یہ ہے ہادیون کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچہنے اونسے جائے — تو گردن پہ بار گران لیکے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اوسمین لائے — تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اوسکے نکلا زبان سے — تو آنا سلامت ہے دشوار وہان سے

(1) صوفیہ کی اصطلاح مین مُراد وہ شخص ہے جسنے جاذبۂ الٰہی کے بعد سلوک اختیار کیا ہو اور مُرید وہ ہے جو سلوک کے بعد جذب کے مرتبہ کو پہنچا ہو ۔ جنید بغدادی اور بایزید بسطامی غالبًا تیسری صدی ہجری کے مشہور عُرفا مین سے ہین ۔

کبھی گلی کی رگین ہین پھلاتے　　کبھی جھاگ پر جھاگ ہین مونہہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہین اوسکو بتاتے　　کبھی مارنے کو عصا ہین اوٹھاتے

سنتون (چشم بد دور) ہین آپ دین کے　　نمونہ ہین خلق رسول امین کے

جو چاہے کہ خوش اونسے ملکر ہو انسان　　تو ہی شرط وہ قوم کا ہو مسلمان
نشان سجدہ کا ہو جبین پر نمایان　　تشرع مین اوسکی نہ ہو کوئی نقصان

لبین ترشی ہوئی ہون نہ ڈاڑھی چڑھی ہو　　ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو

عقائد مین حضرت کا ہمداستان ہو　　ہر اک اصل مین فرع مین ہمزبان ہو
حریفون سے اونکے بہت بدگمان ہو　　مریدون کا اونکی بڑا مدح خوان ہو

گر ایسا نہین ہے تو مردود دین ہے　　بزرگون سے ملنے کے قابل نہین ہے

شریعت کی احکام تھے وہ گوارا　　کہ شیدا تھے اونپر یہود اور نصاری
گواہ اونکی نرمی کا قرآن ہے سارا (۱)　　خود "الدین یسر" نبی نے پکارا

مگر یہان کیا ایسا دشوار اونکو　　کہ مومن سمجھنے لگے بار اونکو

(۱) قرآن مین بہت سی آیتین دین اسلام کی آسانی پر دلالت کرتی ہین جیسے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ۔ اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ۔ اور ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور بے شمار حدیثین اسی باب مین مروی ہین جیسے لا رہبانیۃ فی الاسلام اور لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اور اذا ام احدکم فلیخفف فان فیہم الصغیر والکبیر والضعیف والمریض ۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ (موسم حج مین) ایک شخص نے

نہ کچھ اونکی اخلاق میں رہنمائی
نہ باطن میں کی اونکی پیدا صفائی
یہ احکام ظاہر کی لئے یہ بڑائی
کہ ہوتی نہیں اونسے دم بہر رہائی

وہ دین جو کہ چشمہ تہا خلق نکو کا
کیا اوسکو بالکل عبث غسل و ضو کا
جائے شستشو ہے

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہے
حدیثوں پہ چلنے میں دین کا خلل ہے
فتاوون پہ بالکل مدار عمل ہے
ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے

کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

جہان مختلف ہون روایات باہم
نہون سیدہی سادی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکہے نہ ہرگز مسلم
اوسی ہر روایت سے سمجہیں مقدم

سب اس میں گرفتار چہوٹے بڑے ہیں
سمجہ پر ہماری پتہر پڑے ہیں

آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے قربانی سے پہلے سر منڈوالیا آپ نے فرمایا کچہ حرج نہیں ہے اب قربانی کرلے۔ پہر ایک اور شخص نے آکر عرض کیا کہ مینے کنکریان پہینکنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کچہ حرج نہیں ہے اب کنکریان پہینکلے صاحب میزان شعرانی کا قول ہے کہ دین مین جسقدر آسانیان ہین وہ خدا اور رسول کی طرف سے ہین اور جتنی مشکلین ہین وہ علماء کی طرف سے ہین ۔

(۱) آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی مین اسلئے بہیجا گیا ہون کہ اخلاق کی خوبیون کو کمال کے درجہ تک پہنچا دون ۔ اور یہ بہی فرمایا کہ اچہا چلن اور نیک خصلت نبوت کا چہبیسوان حصہ ہے اور یہ بہی فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں ہے جسنے اپنا پیٹ بہر لیا اور ہمسایہ کو بہوکا چہوڑ دیا قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا بڑا مقصد اخلاق کی تہذیب ہے

[illegible]

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب مین مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنون پر کشادہ ہین راہین
پرستش کرین شوق سے جسکی چاہین

نبی کو جو چاہین خدا کر دکھائین
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑہائین
مزارون پہ دن رات نذرین چڑہائین
شہیدون سے جا جا کے مانگین دعائین
نہ توحید مین کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پہیلی جہان مین
ہوا جلوہ گر حق زمین و زمان مین
رہا شرک باقی نہ وہم و گمان مین
وہ بدلا گیا آکے ہندوستان مین
ہمیشہ سے اسلام تہا جسپہ نازان
وہ دولت بہی کہو بیٹہے آخر مسلمان

تعصب

تعصب کہ ہے دشمن نوع انسان
بہرے گہر کئے سیکڑون جسنے ویران
ہوئی بزم نمرود جس سے پریشان
کیا جسنے فرعون کو نذر طوفان
گیا جوش مین بولہب جسکے کہویا
ابوجہل کا جسنے بیڑا ڈبویا

(١) تعصب اصل مین بیجا حمایت کرنے کو کہتے ہین مگر چونکہ اکثر بیجا حمایت کے ساتہہ ہی بیجا مخالفت اور بیجا نفرت بہی پائی جاتی ہے اسلئے تعصب کا اطلاق حیف و میل دونوں پر ہوتا ہے ۔ نمرود حضرت ابراہیم کی مخالفت سے اور فرعون حضرت موسے کے عناد سے اور ابولہب اور ابوجہل ہمارے نبی کی دشمنی سے ایسے برباد ہوئے کہ اونکی تباہی اور بربادی آجتک ضرب المثل ہے ۔

وہ یہاں اک عجب بھیس میں جلوہ گر ہے
چھپا جسکے پردہ میں اوسکا خضر ہے
بھرا زہر جس جام میں سربسر ہے
وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے

تعصب کہ اک جزو دین سمجھے ہیں ہم
جہنم کو خلد بریں سمجھے ہیں ہم

ہمیں وعظون نے یہ تعلیم دی ہے
کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اسمیں کرنی بری ہے
نشان غیرت دین حق کا یہی ہے

نہ ٹھیک اوسکی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اوسکا پاؤ
تو تم بیر سے رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑیں اسمیں جو دقتیں وہ اوٹھاؤ
لگیں جسقدر ٹھوکریں اسمیں کھاؤ

جو نکلے جہاز اوسکا بچکر بھنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہو جاے صورت تمہاری
بہائم میں ملجائے سیرت تمہار بہی
بدل جاے بالکل طبیعت تمہاری
سراسر بگڑ جاے حالت تمہاری

تو سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہ بھی
ہے اک جلوۂ نور ایمان یہ بھی

نہ اوضاع میں تم سے نسبت کسیکو
نہ اخلاق میں تم پہ سبقت کسیکو
نہ حاصل ہے کھانوں میں لذت کسیکو
نہ پیرایہ پوشش پہ زینت کسیکو

تمہیں فضل ہر علم میں برملا ہے
تمہاری جہالت میں بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو اپنی بُری تم — رہو بات کو اپنی کرتے بُری تم
حمایت میں ہو جبکہ اسلام کی تم — تو ہو ہر بدی اور گنہ سی بری تم
بدی سی نہیں مومنوں کو مضرت — تمہاری گناہ اور نہ اوروں کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے — تو ذکر اوسکا ذلت سی خواری سی کیجے
کبھی بھولکر طرح آمین نہ دیجے — قیامت کو دیکھو گے اسکے نتیجے
گناہوں سے ہوتی ہو گویا مبرا — مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرا

نہ سنی میں اور جعفری میں ہو الفت — نہ نعمانی و شافعی میں ہو ملت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت — مقلد کرے نامقلد پہ لعنت
رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم — کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ — تو شیطان سے اوسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ہے استفادہ — رہ حق سے ہے برطرف اوسکا جادہ
شریعت کو کرتے ہیں برباد دونو — ہیں مرید و شاگرد و استاد دونو

وہ دین جسنے الفت کی بنیاد ڈالی — کیا طبع دوران کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جسنے موالی — ہر اک قوم کے دل سے وحشت نکالی
عرب اور حبش ترک و تاجیک و دیلم — ہوئے سارے شیر و شکر ملکے باہم

تفریق و تعصب

تعصب نے اوس صاف چشمہ کو آکر
کیا بغض کے خار و خس سے مکدّر

بنے خصم جو تہے عزیز اور برادر
نفاق اہل قبلہ مین پہیلا سراسر

نہین دستیاب ایسے اب دو مسلمان
کہ ہو ایک کو دیکہکر ایک شادان

فرض اہل اسلام

ہمارا یہ حق تہا کہ سب یار ہوتے
مصیبت مین یارون کے غمخوار ہوتے

سب ایک ایک کے باہم مددگار ہوتے
غم قوم مین سینہ افگار ہوتے

جب الفت مین یون ہوتے ثابت قدم ہم
تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

نتیجہ تفرقہ

اگر بہولتے ہم نہ قول پیمبر
کہ ہان ہین سب مسلمان باہم برادر

برادر ہی جب تک برادر کا یاور
معین اوسکا ہی خود خداوند داور

تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری مین بہی کرتے ہم بادشاہی

ثمرۂ اتفاق

وہ گہر جسمین ہین دل ملے سب کے باہم
خوشی ناخوشی مین ہین سب یار ہمدم

اگر ایک خوشدل تو گہر سارا خرم
اگر ایک غمگین تو دل سب کے پرغم

مبارک ہی اوس قصر شاہنشہی سے
جہان ایک دل ہو مکدر کسی سے

اخلاق اہل اسلام

اگر ہو مدار اسپہ تحقیق دین کا
کہ ہے دین والون کا برتاو کیسا

ہی بازار اونکا کہرا یا کہ کہوٹا
ہی قول و قرار اونکا جہوٹا کہ سچا

تو ایسے ہمونے بہت شاذ ہین یہان
کہ اسلام پر جنسے قائم ہو برہان

غیبت

مجالس مین غیبت کا زور اسقدر ہے — کہ آلودہ اس خون مین ہر بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یہان درگزر ہے — نہ مُلّا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے
اگر نشۂ مے ہو غیبت مین پنہان — تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلمان

حسد و تکبر

جنہین چار پیسے کا مقدور ہے یہان — سمجھتے نہین ہین وہ انسان کو انسان
موافق نہین جنسے ایام دوران — نہین دیکھہ سکتے کسیکو وہ شادان
نشہ مین تکبر کے ہے چور کوئی — حسد کے مرض مین ہے رنجور کوئی

اگر مرجع خلق ہے ایک بھائی — نہین ظاہر اجسمین کوئی برُائی
بھلا جسکو کہتی ہے ساری خدائی — ہر اک دلمین عظمت ہے جسکی سمائی
تو پڑتی ہین اوسپر نگاہین غضب کی — کھٹکتا ہے کانٹا سا آنکھون مین سب کی

بگڑتا ہے جب قوم مین کوئی ہمسر — ابھی بخت و اقبال تھے جسکے یاور
ابھی گردنین جھکتی تھین جسکے در پر — مگر کر دیا اب زمانہ نے بے پر
تو ظاہر مین کڑھتے ہین پر خوش ہین جی مین — کہ ہمدرد ہاتہ آیا اک مفلسی مین

خود غرضی

اگر ایک جوانمرد ہمدرد انسان — کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان
تو خود قوم اوسپر لگائے یہ بہتان — کہ ہے اسکی کوئی غرض اسمین پنہان
وگرنہ پڑی کیا کسیکو کسیکی — یہ چالین سراسر ہین خود مطلبی کی

خست نفس

نکالی گر اونکی بہلائی کی صورت — تو ڈالین جہانتک بنے اوسمین کہنڈت
سُنین کامیابی ہین جب اوسکی شہرت — تو دل سے تراشین کوئی تازہ تہمت
موہنہ اپنا ہو گو ہین دنیا مین کالا — نہ ہو ایک بہائی کا پر بول بالا

فتنہ انگیزی

اگر پائی ہین دو دلونمین صفائی — تو ہین ڈالتے اونمین طرح جدائی
ٹہنی دو گروہونمین جسدم لڑائی — تو گویا تمنا ہماری بر آئی
بس اس سے نہین مشغلہ خوب کوئی — تماشا نہین ایسا مرغوب کوئی

بدنامی اور رسوائی

تغلب مین بدنیتی مین دغا مین — نمود اور بناوٹ فریب اور ریا مین
سعایت مین بہتان مین افترا مین — کسی بزم بیگانہ و آشنا مین
نہ پاؤگے رسوا و بدنام ہمسے — ڈہی پہر نہ کیون شان اسلام ہمسے

خوشامد

خوشامد مین ہمکو وہ قدرت ہے حاصل — کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہین مائل
کہین احمقون کو بناتے ہین عاقل — کہین ہوشیارونکو کرتے ہین غافل
کسیکو اوتارا کسیکو چڑہایا — یونہین سیکڑون کو اسامی بنایا

مبالغہ

روایات پر حاشیہ اک چڑہانا — قسم جہوٹے وعدون پہ بار بار کہانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑہانا — مذمت پہ آنا تو طوفان اوٹہانا
یہ ہی روزمرہ کا یہان اونکی عنوان — فصاحت مین بے مثل ہین جو مسلمان

خود پسندی

اوسی جانتے ہین بڑا اپنا دشمن — ہمارے کرے عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے ان بن — سمجھتے ہین ہم رہنماؤن کو رہزن

یہی عیب ہے سب کو کہویا ہے جسنے — ہمین ناؤ بہر کر ڈبویا ہے جسنے

خلفاء کی انصاف پسندی

وہ عہد ہمایون جو خیر القرون تہا — خلافت کا جب تک کہ قائم ستون تہا
نبوت کا سایہ ابہی رہنمون تہا — سمان خیر و برکت کا ہر دم فزون تہا

عدالت کی زیور سے تہی سب مزین — پہلا اور پہولا تہا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اوس زمانہ کی یہ تہی — کہ جہکتی تہی گردن نصیحت پہ سبکی
نہ کرتے تہی خود قول حق سے خموشی — نہ لگتی تہی حق کی(۱) نہین بات کڑوی

غلامون سے ہوجاتے تہے بند آقا — خلیفون سے لڑتی تہی ایک ایک بڑہیا

(۱) ایک مجلس مین مہاجر و انصار جمع تہے حضرت عمر نے (کہ اوسوقت خلیفہ تہے) تین بار سب سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ اگر مین حقوق خلافت مین سستی کرون تو تم کسطرح پیش آؤ۔ بشر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا کرے تو ہم تکلے کی طرح تیرے بل نکالدین۔ حضرت عمر نے کہا اگر تم ایسے ہو تو تمہارا کیا کہنا۔ ایکبار حضرت عمر بڑے بڑے مہر باندہنے کی ممانعت کر رہے تہے کہ ایک بڑہیا نے کہڑے ہوکر قرآن کی یہ آیت پڑہی کہ ان آتیتم احدٰہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئاً اور کہا کہ خلیفہ ہوکر قرآن نہین سمجہتا۔ حضرت عمر نے کہا "عمر سے سب کا علم زیادہ ہے یہانتک کہ بڑہیون کا بہی" اور پہر ممانعت نہ کی۔

نبی نے کہا تہا جنہین فخر امت — جنہین خلد کی مل چکی تہی بشارت
مُسلّم تہی عالم مین جنکی عدالت — رہا مفتخر جنسے تخت خلافت
وہ پہرتے تہے راتون کو چہپ چہپ کر در در[1] — کہ شہر مین اپنا کہین عیب سنکر

مگر ہم کہ ہین دام و دد ہمسے بہتر — نہ ظاہر کہین ہم مین خوبی نہ مضمر
نہ اقران و امثال مین ہم موقر — نہ اجداد و اسلاف کے ہم مین جوہر
نصیحت سے ایسا برا مانتے ہین — کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہین

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر — کوئی ہمپہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر — ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہین جو کتاب اوس پیمبر پہ آتی — وہ گمراہیان سب ہماری جتاتی

(۱) حضرت عمر کے عہد مین ایکبار کچہ سوداگر آکر شہر سے باہر اوترے ۔ رات کو آپ اور عبدالرحمن بن عوف حسب عادت گشت کرنے کے لئے وہان گئے ۔ انکو رات بہر مین تین بار ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی ۔ عمر فاروق ہر دفعہ اوس خیمہ پر جاتے تہے اور اوسکی مان کو ملامت کرآتے تہے کہ تو کیسی بری مان ہے کہ تیرا بچہ اول شب سے بے چین ہے ۔ آخر اوس عورت نے کہا اے خدا کے بندے تو نے مجہے ساری رات دق کیا ۔ مین اسے دودہ پینے کی عادت چہڑواتی ہون ۔ وہ ضد کرتا ہے ۔ کہا کیون ۔ کہا عمر دودہ چہٹے بغیر بچون کا وظیفہ مقرر نہین کرتا ۔ آپ بہت روئے اور اپنے جی مین کہا کہ خدا جانے مسلمانون کے کتنے بچے میرے سبب سے ہلاک ہوئے ہونگے ۔ اوسیوقت منادی کرائی کہ کوئی اپنے بچے کا دودہ جلدی نہ چہڑائی اور تمام ملک مین حکم بہیجدیئے کہ ہر مسلمان کے ہان بچہ ہوتے ہی اوسکا وظیفہ مقرر کیا جائے ۔

نقصان علوم دنیوی

ہنر ہم مین جو ہین وہ معلوم ہین سب — علوم اور کمالات معدوم ہین سب
چلن اور اطوار مذموم ہین سب — فراغت سے دولت سے محروم ہین سب
جہالت نہین چھوڑتی ساتھ دم بھر — تعصب نہین بڑہنے دیتا قدم بھر

شاعری

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر — عفونت مین سنڈاس سے جو ہے بدتر
زمین جس سے ہے زلزلہ مین برابر — ملک جس سے شرماتے ہین آسمان پر
ہوا علم و دین جس سے تاراج سارا — وہ علمون مین علم ادب ہے ہمارا

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے — عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جسکا قاضی خدا ہے — مقرر جہان نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار وان چھوٹ جائینگے سارے — جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

سخن جو ہی یہان آج حصہ ہمارا — نہین قوم کو ظاہر جس سے چارا
ہر اک کذب و بہتان ہے جسمین گوارا — مجسم ہوا اوسکا اگر جھوٹ سارا
بنے ہند مین اوس سے اور ایک ہمالا — ہمالا سے ہو جسکی چوٹی دوبالا

زمانہ مین جتنے قلی اور نفر ہین — کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہین
گوئیے امیرون کی نور نظر ہین — ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہین
مگر اس تپ دق مین جو مبتلا ہین — خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہین

جو سقّے نہون جی سے جائین گذر سب
ہو میلا جہان گم ہون دہوبی اگر سب
بنے دم پہ گر شہر چہوڑین نفر سب
جو ٹہہر جائین مہتر تو گندے ہون گہر
پہ کر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے
کہین ملکے خس کم جہان پاک سارے

عرب جو تہے دنیا مین اس فن کے بانی
نہ تہا کوئی آفاق مین جنکا ثانی
زمانے نے جنکی فصاحت تہی مانی
مٹا دی عزیزون نے اونکی نشانی
سب اونکے ہنر اور کمالات کہوکر
رہی شاعری کو بہی آخر ڈبو کر

ادب مین پڑی جان اونکی زبان سے
جلا دین نے پائی اونکی بیان سے
سنان کے لئے کام اونہون نے لسان سے
زبانون کی کوچی تہی ہر سنان سے
ہوئے اونکے شعرون سے اخلاق صیقل
پڑی اونکے خطبون سے عالم مین ہلچل

خلف اونکے یہان جو کہ جا بجا ہین
بلاغت مین مشہور ہندوستان ہین
فصاحت مین مقبول ہر خوان ہین
وہ کچہ ہین تو لیدی کی اس گو یہان ہین
کہ جب شعر مین عمر ساری گنوائین
تو بہانڈ اونکی غزلین مجالس مین گائین

طوائف کو ازبر ہین دیوان اونکے
گویون پہ حد ہین احسان اونکے
نکلتے ہین تکیون مین ارمان اونکے
ثنا خوان ہین ابلیس شیطان اونکے
کہ عقلون پہ پردے دئے ڈال اونہون نے
ہمین کر دیا فارغ البال اونہون نے

وہ طب جسپہ غش ہین ہمارے اطبا — سمجھتے ہین جسکو بیاض مسیحا
بتائی ہین ہم نخل جسکے بہت سا — جسے عیب کی طرح کرتی ہین اخفا
فقط چند نسخون کا ہی وہ سفینہ — چلے آئے ہین جو کہ سینہ بہ سینہ

نہ انکو نباتات سی آگہی ہے — نہ اصلا خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی انکی کچھ کہلی ہے — نہ علم طبیعی نہ کیمسٹری ہے
نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے — مریضون کا انکی نگہبان خدا ہے

نہ قانون مین انکی کوئی خطا ہے — نہ مخزن مین انگشت رکھنے کی جا ہے
سدیدی مین لکہا ہے جو کچھ بجا ہے — نفیسی کی ہر قول پر جان فدا ہے
سلف لکھہ گئے جو قیاس اور گمان سے — صحیفے ہین اوترے ہوئے آسمان سے

وہ تقویم پارینہ یونانیون کی — وہ حکمت کہ ہی ایک دہوکی ٹٹی
یقین جسکو ٹہیرا چکا ہے نکمّی — عمل نے جسے کر دیا اُٹکے ردّی
اوسی وحی سی سمجھی ہین ہم زیادہ — کوئی بات اوسمین نہین کم نہ زیادہ

زبور اور توریت انجیل و قرآن — بالاجماع ہین قابل نسخ و نسیان
مگر لکھہ گئی جو اصول اہل یونان — نہین نسخ و تبدیل کا انمین امکان
نہین مٹتے جب تک کہ آثار دنیا — مٹیگا کبھی کوئی شوشہ نہ اونکا

نتائج ہین جو مغربی علم و فن کے — وہ ہین ہند مین جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن وہ ڈالی ہین پردے — کہ ہم حق کا جلوہ نہین دیکھہ سکتے
جمی ہین دلو نمین ارسطو کی رائین — جو اب وحی اوترے تو ایمان نہ لائین
اب اس فلسفہ پہ ہین جو مرنے والے — شفا کی ہین سب جنکو از بر مقالے
جنہون نے مجسطی پہ ڈیرے ہین ڈالے[1] — حواشی ہین تجرید کی سب کھنگالے
وہ تیلی کی کچہ بیل سے کم نہین ہین — پہری عمر بہر اور جہان تہے وہین ہین
وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت — بندہی سر پہ دستار علم و فضیلت
اگر رکھتی ہین کچہ طبیعت مین جودت — تو ہی اونکی سب سے بڑی یہ لیاقت
کہ گر دن کو وہ رات کہدین زبان سے — تو منوا کے چہوڑین اوسے ایک جہان سے
سوا اسکے جو آئی اوسکو پڑہا دین — او نہین جو کچہ آتا ہے اوسکو بتا دین
وہ سیکھی ہین جو بولیان سب سکہا دین — میان مٹھو اپنا سا اوسکو بنا دین
یہ لے دے کے ہے علم کا اونکی حاصل — اسی پر ہے فخر اونکو بین الاماثل
نہ سرکار مین کام پانیکے قابل — نہ دربار مین لب ہلانیکے قابل
نہ جنگل مین ریوڑ چرانی کے قابل — نہ بازار مین بوجہ اوٹھانیکے قابل
نہ پڑہتے تو سو طرح کہاتے کما کر — وہ کہوئے گئے اور تعلیم پا کر

(۱) شفا بوعلی سینا کی اور مجسطی بطلیموس کی اور تجرید نصیر الدین طوسی کی کتابین ہین۔

جو پوچھو کہ حضرت نے کچھ جو پڑھا ہے   مراد آپ کی اسکی پڑھنے سے کیا ہے
مفاد اسمین دنیا کا یا دین کا ہے   نتیجہ کوئی یا کہ اسکے سوا ہے
تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکین گے   جواب اسکا لیکن نہ کچھ دے سکین گے

نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہین وہ   نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہین وہ
نہ قرآن کی عظمت دکہا سکتے ہین وہ   نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہین وہ
دلیلین ہین سب آج بیکار اونکی   نہین چلتی تو یون ہین تلوار اونکی

پڑھی اوس مشقت سے ہین وہ سراپا   نتیجہ نہین اونکو معلوم جسکا
گئین بھول آگے کی بہتیرین جو بیٹہا   اوسی راہ پر پڑ لیا گلہ سارا
نہین جانتے یہ کہ جاتے کدہر ہین   گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ہین

مثال انکی کوشش کی ہے صاف ایسی   کہ کہاتی نہین بندرون کی جو سردی
ادہر اور اودہر بہت تک آگ ڈھونڈی   کہین روشنی اونکو پائی نہ اوسکی
مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا   پتنگا اوسی آگ کا سب نے سمجھا

لیا جا کی تہام اور سب نے اوسی دم   کیا گہاس پہوس اوسپہ لا کر فراہم
لگے اوسکو سلگانے سب ملکے پیہم   پہ کچھ آگ سلگی نہ سردی ہوئی کم
یونہین رات ساری وہ ہونے گنوائی   مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گذرتے تھے جو جانور اوس طرف سے — جب اس کشمکش میں اونہیں دیکھتے تھے
ملامت بہت سخت تھے اونکو کرتے — کہ شرمائیں وہ زعم باطل سے اپنے

مگر ایسی کدسے نہ باز آتے تھے وہ — ملامت پہ اور اولٹے غرّاتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جب تک ہوا دن نہ روشن — اسیطرح جو ہیں حقیقت کے دشمن
نہ جہاڑینگے گرد توہم سے دامن — پہ جب ہوگا نور سحر لمعہ افگن

بہت جلد ہو جائیگا آشکارا — کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ ایک شرارا

شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے — تباہ اونکی حالت بری اونکی گت ہے
کسیکو کبوتر اوڑانے کی لت ہے — کسیکو بٹیرین لڑانے کی دہت ہے

چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی — مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

سدا گرم انکار سے اونکی صحبت — ہر ایک بد و اوباش سے اونکی ملت
پڑھے لکھون کے سایہ سے اونکو وحشت — مدارس سے تعلیم سے اونکو نفرت

کمینوں کے جرگہ میں عمریں گنوائی — اونہیں گالیان دینی اور آپ کہائی

نہ علمی مدارس میں ہیں اونکو پاتے — نہ شائستہ جلسوں میں ہیں آتے جاتے
پہ میلوں کی رونق ہیں جا کر بڑہاتے — پڑے پھرتے ہیں دیکھتے اور دکھاتے

کتاب اور معلم سے پھرتے ہیں بھاگے — مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

اگر کبھی اون پاک شہدونکی گنتی
ہو اجنکے پہلو سی بچکر ہے چلتی
ملی خاک مین جنسی عزت بڑونکی
مٹی خاندانون کی جنسی بزرگی
تو یہ جسقدر خانہ برباد ہونگے
وہ سب ان شریفونکی اولاد ہونگے

ہوئی اونکی بچپن مین یون آپابانی
کہ قیدی کی جیسی کٹی زندگانی
لگی ہونی جب کچھ سمجھ بوجھہ سیانی
چڑہی بہوت کی طرح سر پر جوانی
بس اب گھر مین دشوار رہنا ہے اونکا
اکھاڑونمین تکیونمین رہنا ہے اونکا

نشہ مین مئی عشق کی چور ہین وہ
صف فوج مژگان مین محصور ہین وہ
غم چشم و ابرو مین رنجور ہین وہ
بہت ہاتہ سی دل کی مجبور ہین وہ
کرین کیا کہ ہی عشق طینت مین اونکی
حرارت بہری ہی طبیعت مین اونکی

اگر شش جہت مین کوئی دلربا ہے
تو دل انکا نادیدہ اوسپر فدا ہے
اگر خواب مین کچھ نظر آگیا ہے
تو یاد اوسکی دن رات نام خدا ہے
بہری سب کی وحشت سے روداد یہان
جسے دیکھئے قیس و فرہاد ہے یہان

اگر ہان ہی دکھیا تو اونکی بلا سے
اپاہج ہے باوا تو اونکی بلا سے
جو ہی گھر مین فاقہ تو اونکی بلا سے
جو مرتا ہی کنبا تو اونکی بلا سے
جنہون نے لگالی ہو تو دلربا سے
غرض پھر اونہین کیا رہی ما سوی سے

۲۳۹۴

نہ گالی سے دشنام سے جی چرائیں
نہ جوتی سے پیزار سے ہچکچائیں
جو میلوں میں جائیں تو جوتیں وہاں کہائیں
جو محفل میں بیٹھیں تو فتنے اٹھائیں

لرزتی ہیں اوباش انکی ہنسی سے
گریزاں ہیں رند انکی ہمسایگی سے

سپوتوں کو اپنے اگر بیاہ دیجیے
تو بہوونکا بوجہ اپنی گردن پہ لیجیے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجیے
تو بدراہ ہیں بہانجے اور بہتیجے

یہی جہینکنا کو بکو گہر بہ گہر ہے
بہو کو بہٹکانا نہ بیٹی کو بر ہے

نہ مطلب نگاری کا انکو سلیقہ
نہ دربارداری کا انکو سلیقہ
نہ امیدواری کا انکو سلیقہ
نہ خدمت گزاری کا انکو سلیقہ

قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے
مگر انکو کس مد میں کوئی کھپائے

نہیں ملتی روٹی جنہیں پیٹ بہر کے
وہ گزران کرتی ہیں سو عیب کرکے
جو ہیں انمیں دو چار آسودہ گہر کے
وہ دن رات خواہاں ہیں مرگ پدر کے

نمونے یہ اعیان و اشراف کی ہیں!
سلف انکی وہ تھے خلف انکی یہ ہیں!

وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے؟
کہ جسکی طرف آنکھ سبکی لگی ہے
بہت جس سے آیندہ چشم بہی ہے
بقا منحصر جسپہ اسلام کی ہے

یہی جان ڈالیگی باغ کہن میں؟
اسی سے بہار آئیگی اس چمن میں؟

یہی ہین وہ نسلین مبارک ہماری ؟ کہ بخشین گے جو دین کو استواری ؟
کرینگی یہی قوم کی غمگساری ؟ انہین پر امیدین ہین موقوف ساری ؟
یہی شمع اسلام روشن کرینگی ؟ بڑون کا یہی نام روشن کرینگی ؟

خلف اونکی الحق اگر یہان یہی ہین سلف کی اگر فاتحہ خوان یہی ہین
اگر یادگار عزیزان یہی ہین اگر نسل اشراف و اعیان یہی ہین
تو یاد اسقدر اونکی رہجائیگی یہان کہ اک قوم رہتی تھی اس نام کی یہان

سمجھتے ہین شایستہ جو آپ کو یہان ہین آزادی راے پر جو کہ نازان
چلن پر ہین جو قوم کے اپنی خندان مسلمان ہین سب جنکے نزدیک نادان
جو ڈھونڈوگے یارون کو ہمدرد انمین تو نکلینگے تھوڑے جوان مرد انمین

نہ رنج اونکی افلاس کا انکو اصلا نہ فکر اونکی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا اوڑانا مگر مفت ایک ایک کا خاکا
کہین اونکی پوشاک پر طعن کرنا کہین اونکی خوراک کو نام دہرنا

عزیزون کی جس بات مین عیب پانا ہنسانا اوسے ہمنشینون کا بنانا
شماتت سے دل بھائیونکا دکھانا یگانون کو بیگانہ بنکر چڑانا
نہ کچھ درد کی چوٹ اونکے جگر مین نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر مین

جہاز ایک گرداب مین پھنس رہا ہے
پڑا جس سے جوکھون مین چھوٹا بڑا ہے
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے
کوئی اونمین سوتا کوئی جاگتا ہے
جو سوتے ہین وہ مست خواب گران ہین
جو بیدار ہین اونپہ خندہ زنان ہین

کوئی انسے پوچھے کہ اے ہوش والو
کس امید پہ تم کھڑے ہنس رہے ہو
برا وقت بیڑے پہ آنے کو ہے جو
نہ چھوڑیگا سوتون کو اور جاگتون کو
بچوگے نہ تم اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجیے بیان اپنے کیا کیا
کہ بگڑا ہوا یہان ہے آوے کا آوا
فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا
تاسف کے قابل ہے احوال سب کا
مریض ایسے مایوس دنیا مین کم ہین
بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلین وہ ہم ہین

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچھا
کہ نعمت ہے دنیا مین سب سے بڑی کیا
کہا ،، عقل جس سے ملے دین و دنیا
کہا ،، اگر نہو اوس سے انکو ہنر ،،
کہا ،، پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعث افتخار بشر ہے ،،

کہا ،، گر نہو یہ بھی اوسکو میسر ،،
کہا ،، مال و دولت ہے پھر سب سے بڑھکر
کہا ،، در ہو یہ بھی اگر بے اوسپر ،،
کہا ،، اوسپہ بجلی کا گرنا ہے بہتر
وہ ننگ بشر تا کہ ذلت سے چھوٹے
خلایق سب اوسکی نحوست سے چھوٹے ،،

مجھے ڈر ہے اے میرے ہمقوم یارو
مبادا کہ وہ ننگ عالم تمہین ہو
گر اسلام کی کچھ حمیت ہی تمکو
تو جلدی سی اٹھو اور اپنی خبر لو

وگرنہ یہ قول آئیگا راست متپر
کہ ہونے سے انکا نہونا ہے بہتر

رہوگی یونہین فارغ البال کب تک
نہ بدلوگی یہ چال اور ڈھال کب تک
رہی گی یہی پود پامال کب تک
پچھوڑوگی تم بھیڑیا چال کب تک

بس اگلے فسانے فراموش کردو
تعصب کے شعلہ کو خاموش کردو

حکومت نے آزادیاں تمکو دی ہین
ترقی کی راہین سراسر کھلی ہین
صدائین یہ ہر سمت سے آرہی ہین
کہ راجا سے پرجا تلک سب سکھی ہین

تسلط ہے ملکون مین امن و امان کا
نہین بند رستہ کسی کاروان کا

نہ بدخواہ ہی دین و ایمان کا کوئی
نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی
نہ ناقص ہے ملت کے ارکان کا کوئی
نہ مانع شریعت کے فرمان کا کوئی

نمازین پڑھو بیخطر مسجدون مین
اذانین دو دھڑلے سے دو مسجدون مین

کھلی ہین سفر اور تجارت کی راہین
نہین بند صنعت کی حرفت کی راہین
جو روشن ہین تحصیل حکمت کی راہین
تو ہموار ہین کسب دولت کی راہین

نہ گھر مین غنیم اور دشمن کا کھٹکا
نہ رستون مین قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینون کے کٹتے ہین رستے پلون مین
گھڑیون سے سو اچین ہے منزلون مین
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلون مین
شب و روز ہے امن ہے قافلون مین

سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا

پہنچتی ہین ملکون سے دم دم کی خبرین
چلی آتی ہین شادی و غم کی خبرین
عیان ہین ہر اک اعظم کی خبرین
کھلی ہین زمانہ پہ عالم کی خبرین

نہین واقعہ کوئی پنہان کہین کا
ہے آئینہ احوال روی زمین کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی
کہ ہے صاف ہر سمت راہ ترقی
ہر اک راہرو کا زمانہ ہے ساتھی
یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی

کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے
نکلجاو رستہ ابھی بیخطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہین
بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہین
بہت چل چلاؤ مین گھبرا رہے ہین
بہت سے نہ چلنے سے پچھتا رہے ہین

مگر اک تمہین ہو کہ سوتے ہو غافل
مبادا کہ غفلت مین کھوٹی ہو منزل

نہ بدخواہ سمجھو بس اب یاورون کو
لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبرون کو
دو الزام پیچھے نصیحتگرون کو
ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھرون کو

کہ خالی ہین یا پر ذخیرے تمہارے
بھری ہین کہ اچھے ہین تیرے تمہارے

امیرونکی تم سن چکی داستان سب — چلن ہوچکے عالمون کے بیان سب
شریفون کی حالت سے تم پر عیان سب — بگڑنے کو تیار بیٹھے ہین یہان سب

یہ بوسیدہ گہر اب گرا کا گرا ہے — ستون مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک شمہ ہے اوسکا — کہ جو وقت یارون پہ ہے آنیوالا
زمانہ نے اونچے سے جسکو گرایا — وہ آخر کو مٹی مین ملکر رہے گا

نہین گرچہ کچھ قوم مین جان باقی — ابہی اور ہونا ہے پامال باقی

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے — سر انجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے — طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے

بہت یہان ہوئے خشک چشمے ابلکر — بہت باغ چہانٹے گئے پہول پہلکر

کہان ہین وہ اہرام[(1)] مصر کے بانی — کہان ہین وہ گردان زابلستانی
گئے پیشدادی کدہر اور کیانی — مٹا کر رہی سبکو دنیای فانی

ذرا کوئی کہین کہوج کلدانیون کا — بتاؤ نشان کوئی ساسانیون کا

(۱) اہرام مصری مصر کے مثلث نما چوپہل منارے ہین جو دریای نیل سے پانچ میل کی فاصلہ پر واقع ہین ۔ انہین سے ایک منار دنیا کے سات عجائبات مین شمار ہوتا ہے ۔ گردان زابلستان سے مراد رستم کا خاندان ہے ۔ فارس کے گیارہ بادشاہ جو ہوشنگ کے اولاد مین ہوئے ہین پیشدادی کہلاتے ہین ۔ چار بادشاہ یعنی کاؤس خسرو قباد اور لہراسپ کیانی کہلاتے ہین ۔ کلدانی کیلڈیا یعنی بابل والے ۔

وہی ایک ہے جسکو دائم بقا ہے | جہان کی وراثت اوسیکو سزا ہے
سوا اوسکے انجام سبکا فنا ہے | نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا ہے
مسافر یہان ہین فقیر اور غنی سب | غلام اور آزاد ہین رفتنی سب

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہہ مسدس نوآئین ماہ جون ۱۸۷۹ء مطابق شہر جمادی الثانی ۱۲۹۶ ہجری مین حسب فرمایش حضرت مصنف مدظلہ کارپردازان مطبع ہذا کی کوشش اور اہتمام سے قالب طبع مین آکر نظر افروز منتظرین ہوا